11 اپریل 88ء

برادرم اجمل کمال صاحب

خدا کرے آپ بخیر و عافیت ہوں۔ آپ کا آخری خط 2 مارچ کو ملا تھا اور 3 مارچ کو اس کا جواب بھی دیدیا تھا۔ خدا کرے یہ خط 2 مارچ کو ملا تھا اور 3 مارچ کو اس کا جواب بھی دیدیا تھا۔ خدا کرےیہ خط آپ کو مل گیا ہو۔

آپ شاید ان دنوں بے حد مصروف ہیں۔ ایسے میں ناحق مخل ہوتے ہوئے خاصی شرمندگی ہو رہی ہے۔ ادھر ایک بات کئی دنون سے ذہن میں گھوم رہی ہے ۔ مجھے اطمینان اُسی وقت ہوگا کہ اسے آپ کے گوش گذارا کردوں۔

اپریل کا تقریباً وسط ہو رہا ہے۔ آپ جنوری میں پہلے پہنچنے کے لئے شاید دسمبر میں نلکیں گے۔ پھر شاید آپ زینت سے ملنے بھی جائیں ، ان گرمیوں ۔ کو یا آپ کے پاس بس چند ماہ رہ گئے ہیں۔ کیا یہ مدت "حصار" کی اشاعت کےلیے ناکافی نہ ہوگی؟ مسودہ تیار کرنے میں کچھ وقت تومجھے بھی لگے گا۔ اگر آپ کے حساب سے یہ بیل منڈھے چڑھنے والی نہیں تو پھر کوئی اور انتظام کرنا ہوگا۔ میں نے ٹائپ کرنے میں کئی ماہ لگا دیے ہیں۔ اس محنت کو Shere کرتےہوئے کچھ اچھا نہیں لگا۔ آپ آصف سے پوچھ کہ وہ مُسفق خواجہ کو اس کی اشاعت کےلیے آمادہ کرسکیں گے؟

اگر ، دوسری طرف آپ کے خیال میں آپ اسے چھاپ سکتے ہیں تو پھر ہمیں وژن نے متعدی کے کام نیا ہوگا۔ آپ جو بھی فیصلہ کریں از راہ کرم فوری اس کی اطلاع دیں۔

فیصلہ کرتے وقت آپ مروت سے کام نہ لیجئے گا بلکہ اپنے حالات پر گہری نظر رکھیں۔

ایک عجیب سے خالی پن کا احساس ہونے لگا ہے۔ جیسے اور تمام عہدوں کی طرح ، ایک اور عہد ختم ہو رہا ہو۔

آپ نے میرے گذشتہ خط کی صاف گوئی کا برا تو نہیں مانا؟ میں نے اپنے حالات کا ذکر کیا تھا، یہ نہیں کہا تھا کہ میں آپ کا کام نہیں کر سکتا۔

مخلص

محمد عمران

3 مارچ 88 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

کل آپ کا 15 فروری کا خط ملا ۔ آج میں نے مطلوبہ رقموں کے چیک الگ الگ سے ‘Gmat ‘Foefl اور Gre کو بھجوا دیے ہیں۔ خدا کرے کہ آپ کی اسٹیٹ بینک والوں سے صُلح ہوجائے اس جملے کا غلط مطلب نہ نکالیے گا۔ وجہ یہ ہے کہ گھر کا Account بیوی کے ذمے ہے اور ماہوار خرچہ نپا تلا ہوتا ہے۔ مجھے جو جیب خرچ ملتا ہے وہ بہت زیادہ نہیں۔ اگر آپ چند ماہ رقم بچالیتا ۔ اب اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مقظعے میں سخن گرانہ بات آپڑے اور آپ اظاہر لے جھجھکیں ۔ آپ کی خاطر میں کچھ کر ہی لوں گا۔

اب مجھے یاد نہیں رہا کہ مئی والے لفافے میں داخلے کا جو فارم تھا وہ کیپ تھا۔ اگر اس پر یہ نہ لکھا ہوکہ صرف بزنس اسکول میں داخلے کےلیے ہو تو میرا خیال ہے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ آپ خود فیصلہ کیجے۔

اگر "آوارگی" ادھر جلد نکل آئے تو فوری چند جلدیں ہوائی رجسٹری ڈاک سے بھجوادیں۔ شمس الرحمٰن فاروقی فلا ڈیضا آرہے ہیں اور میں اپنے لڑکے سے ملنے ۔۔28 مارچ کو جا رہا ہوں ۔ جی چاہتا ہےکہ ایک نسخہ عند الملاقات ان کو دوں۔

فاروق خالد فرماتے ہیں کہ انہیں عنوان "آوارگی" بہت عامیانہ لگا شاید حفظ مراتب یا کوئی اور باعث مانع ہے ورنہ کہنا "سوقیانہ" ہہی چاہتے تھے۔ یہ بڑی مبارک بات ہے۔ میں تو چاہتا ہی یہی تھا کہ لوگ اسے سوقیا نہ سمجھ کر ہی پڑھ دالیں۔

فاروق صاحب نے لکھا ہےکہ انہوں نے آصیا والا انٹریو " شب خون " میں چھاپ دیا ہے۔ اس میں نانک صاحب کی شان میں مجھ سے کچھ گستاخی ہوگئی تھی اس لئے انھوں نے انٹرویو کے ساتھ نانک صاحب کا ایک نوٹ بھی شامل کر دیا ہے۔ دیکھیں موصوف نے کیا حجامت کی ہے میری!

امید ہے کہ اب تک آپ وہ "باقاعدہ جواب" لکھ چکے ہوں گے جس کا ارادہ باندھ رہے تھے۔

والسلام

مخلص

محمد عمران

13 فروری 88 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

آپ کا 31 جنوری کا خط چند دن پہلے ملا۔ میرا 21 جنوری والا خط دراصل میری عجلت پسند طبیعت کا کرشمہ تھا۔ بہرحال آپ کو 29 جنوری والا خط دراصل میری عجلت پسند طبیعت کا کرشمہ تھا۔ بہرحال، آپ کو 29 جنوری والے لفافے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آپ کے گذشتہ دونوں خط مجھے مل گئے تھے۔ اس لفافے میں آخری افسانے "چاندنی اور کفی کی" کےپروفس ساکل ہیں۔ خدا کرے یہ بھی بخریت آپ تک پہنچ گیا ہو۔

میں لندن سے واپس آنے کے بعد پھر چکروں میں پڑگیا ہوں۔ افسوس زینت کو خط لکھ سکا۔ لیکن 15 کو ضرور لکھوں گا۔ میں بھی اس سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں۔

بھٹی آپ تو خوب ڈٹ کر مصروف ہوگئے ہیں۔ میں پرسوں زینت کو لکھوں گا کہ خوش بخت تونے اس جوان کو کیا کر دیا ہے کہ یہ تو اپنی چال ہی بھول گیا ہے؟ ویسے مصروفیت بڑی اچھی چیز ہے۔ میں تو اس سے باقائدہ دوستی کر رکھی ہے۔

عجیب اتفاقات ہیں۔ مجھے "آوارگی" کی اشاعت کا خیال آیا تو آپ۔ مصروف ہوگئے لیکن "آوارگی" آنی جانی چیز ہے۔ یہ اہم ہےکہ آپ اپنی زندگی کی موجودہ روش کو پرثابت قدم رہیں۔ لیکن "آوارگی" کے سرورق کے کھائم میں ٖغفلت زبرتیں۔ دیدہ زیب ہونا چاہیے۔

دوتین روز پہلے افضال کا فون آیا تھا۔ وہ پھر یہاں آئے ہوئے ہیں۔ بے حد قلیل مدت کےلیے۔ شاید ملاقات نہ ہوسکے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ آپ نے چھپوایا ہے کہ فارم پر Sponsor کا خیت سے میرا نام دے سکتے ہیں؟ تین سال پہلے یہی بات میرے بھتیجے نے بھی پوچھی تھی۔ وہ بھی Engineering کی توتعلیم کےلیے پہلے قرض حسنہ لے کر آرہا تھا۔ میں نے ہاں کردی ۔ جواب میں اس نے کوئی بڑا لمبا چوڑا فارم بھیجدیا جسے میرے سارے مالی کچھے چٹھے کو ظاہر کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ ملادریہ مجھے برا لگا۔ ایک وجہ یہ ہے کہ جس مکان میں ہم رہتے ہیں وہ ہے تو ہمارا ہی لیکن قرض پر لیا گیا ہے اور قسطیں اب بھی جاری ہیں۔ الغرض اگر حرف میرا نام دینے سے کا م چل جائے تو ٹھیک ہے۔ اگر بات پتلون اتار کر مردانگی دکھانے کی ہو تو مجھے قدرے ہچکی ہوگی۔ آخر الا مر آپ کی خاطر یہی کر لوں گا۔

دوتین روز پہلے آصف کا خط بھی ملا ۔ ایک ماہ سے زائد کک گیا پہنچتے پہنچتے ۔ وجہ : بھائی نے بتائے پر By AIR نہیں لکھا۔ یہ خط پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

اجمل صاحب آدمی کس پر اعتبار کرے؟ خود اولاد تک چکما دے جاتی ہے۔

ظاہر ہے اس قیامت کی مصروفیت میں عبداللہ کی کتاب تو کیا پڑھ پائے ہوں گے۔ کسی مقع پر آصف کو ضرور پڑھو ا دیجئے گا۔ ان موصوف کے ساتی کی دوسری کتاب پر بھی تبصرہ کر ڈالا ہے۔

بس جناب اب سر اٹھانے کا موقع ملتے ہی خط لکھیے۔

آپ کا

میمن

29 جنوری 88 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

آپ کا جنوری کا خط 21 جنوری کو اور 30 دسمبر والا 23 جنوری کو ملے ۔ آپ نے سلیم ، کشور، اور خواجہ صاحب کے ضمن میں جس رویے کا انکشاف کیا ہے وہ نہایت تکلیف دہ ہے۔ مجھے خود اب سلیم کے بارے میں قدرے الجھن سی ہونےگلی ہے۔ اور یہ دکھ بھی کہ میں 3 دہائیوں سے اس شخص کی مسلسل عزت کرتا چلا آیا ہوں۔ بعض موقعوں پر میں نے بھی انہیں اتنا ہی غیر متعلق اور بے نیاز پایا ہے، اور اس بات کو ہمیشہ ہی نظر انداز کرتا چلاآیا ہوں۔ لیکن ادھر کوئی دوسال سے مجھے اس بے نیاز ی سے ایک مخصوص مصلحت کوشی کی بوباس آنےلگی ہے۔ اجمل صاحب ، یہ حقیقت ہے، میری نظروں میں اب کوئی بت سالم نہیں رہا۔ افسوس اس بات کا ہےکہ اخلاقی اعتبار سے راسخ زندگی گذارلینا کوئی اتنا مشکل کام نہیں۔ خیر۔

چلیے ٹھیک ہے ، آپ بھی اپنی Saving اس مشغلے میں پھونکیے ، اور میں بھی پھونکتا ہوں۔ کیا ضروری ہےکہ ہر کام ، یا کوئی کام، صرف نفع بازی ہی کی نیت سے کیا گیا جائے۔ بہت سے کام صرف کیے جانے کےلیے ہی کیے جانے چاہئیں۔

میں نے آزمائش نین کا ادھر ادھر تذکرہ پڑھا ہے اور ایک زمانے میں کچھ کتابیں بھی شاید خریدی تھیں لیکن پڑھنے کی نوبت نہ آسکی ( اب میں باقائدہ جامل ہو تا رہا ہوں، اور اس قتل عام کا سہرا آپ کے سر ہے!)۔

ان کے تراجم پر مشمل کتاب آپ ضرور بتائیے۔ لیکن ترجمے آپ کو یا آصف ہی کو کرنے ہوں گے۔ بلکہ آپ مختلف لوگوں سے ترجمے کروا کر کتاب مرتب کریں۔ ایک آدھ میں بھی کردوں گا۔

بھئی میں نے زینت سے حقیقت حال کا اظہار کیا تھا۔ یعنی ان خیالات کا جو آپ کے بارے میں ہے۔ کوئی جھوٹ بات نہیں کی تھی۔ ایک عمر تباہ کرنے کے بعد ایک قاعدے کا آدمی ملا ہے۔ کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگر آپ سے زیادہ نہیں تو اگر دس سال پہلے ملاقات ہوجاتی تو ہم دونوں کتنے آسودہ ہوسکتے تھے۔ ایک عدد اور "خیر" ۔

آپ خوب جی بھر کے مصروف رہیں۔ (لیکن میری جواب طلب باتوں کا جواب ضرور دیدیا کریں) ۔ یہ اچھا کام ہے، اور آپ کے لیے تو "فرض" کی اہمیت رکھتا ہےکہ اس سے آپ دونوں کا بھلا ہوگا۔۔۔ اور ۔۔۔ indirectly میرا بھی ۔ ممکن ہےہمارے انجنیرنگ ڈپارٹمنٹ والوں کے مرسلہ کاغذات اب آپ تک پہنچ چکے ہوں۔ لکھیے گا۔

حسب پروگرام "آوارگی" بس آیا چاہتی ہوگی۔ آپ چند کاپیاں تبصرہ کے لیے ضرور بھیجے گا۔ لوگوں کو کچھ پتا تو چلے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک ایک نسخہ ان حضرات کو میرے خط کے ساتھ ضرور بھیجیں: جمیل جالبی؛ احمد علی؛ غلام محمد (ڈھاکا) ؛ افضال سید؛ اسد محمد خاں؛ آصف اسلم فرخی؛ انتظار حسین، انور سجاد ، کشور ناہید ، محمد سلیم الرحمٰن؛ شمیم حنفی (دہلی) ؛ قرۃ العین حیدر (دہلی) ؛ بلاج کومل (دہلی) ؛ باقر رضوی (بمبئی۔ اظہار والے )؛ شمس الرحمٰن فاروقی۔ اگر یہ لوگ قیمت بھیجدیں تو قبیہا ورنہ معڈڈاک خرچے کے میرے ذمے ۔ زاہد ڈار کو کتاب مفت بھیجئے گا۔

جیسےہی کتاب آجائے وری رجسٹری ہوائی ڈاک سے دو نبڈل مجھے بھجوادیں۔ 5 کاپیاں سفید کاغذ والی اور 5 سفید پرنٹ والی۔ میں کل پچاس کاپیاں اپنے لیے خریدوں گا۔ 25 سفید کاغذ اور 25 نیوز پرنٹ والی۔ باقی کاپیاں آہستہ آہستہ آتی رہیں گی۔ سب کی قیمت آپ کو دو ایک ماہ کے اندر مل جائے گی۔ میرے بڑے بھائی ان دنوں سخت بیمار ہیں۔ ذرا حالت درست ہوجائے تو زحمت دوں۔

آخری افسانہ لمفوف ہے۔ یہ بھی دیکھ جائیے۔ جوانی کی غلط کاری کا ایک مظہر اور دیکھیے ۔ تصیح شدہ خط بھی حاضر ہے۔

والسلام

آ پ کا

محمد عمران

21 جنواری 88 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

18 کی رات کو لندن سے واپس پہنچا ۔ تو قع تھی کہ آپ کے ایک دوخط منتظر ملیں گے۔ میں نے دسمبر کے آخرمیں مختلف دنوں میں کوئی تین چار لفافے بھیجے تھے۔ معلوم ہوتا ہے آپ ان دنوں بے حد مصروف ہیں۔ پھر فراق بار کی بےکیفی بھی ہوگی۔ یہ تبھی ممکن ہےکہ بچا کچھا وقت "آوارگی" کی اشاعت کے انتظام میں کھپ رہا ہو۔ خیر ، چند لمحے نکل آئیں تو کچھ لکھیے۔ مجھے خاطر طور پر اس بڑے پیکٹ کے بارے میں تشویش ہے جس میں 6 افسانوں کے پروفس تھے اور جو میں نے 23 دسمبر کو بھیجا تھا۔ اس میں کچھ اور چیزیں بھی تھیں۔

جس مقصد سے لندن گیا تھا وہ پورا نہ ہوا ۔ یعنی بعض دوستوں سے ملاقات تو ہوئی لیکن اگر ئی تعلق منقود پائی ۔ خیر اس میں تصور مررا زیادہ ہے۔ یعنی یہ توقع ہی فضول تھی۔

میں ایمسٹر ڈم بھی گیا۔ مشکل سے دو دن رہا۔ 16 جنوری کو زینت سے ملاقات ہوئی۔ وہ ہیگ سے ایمسٹرڈم ملنے آئیں۔ ہم کوئی سواتین گھنٹے ساتھ رہے۔ تفصیلی گفتگو ہوئی۔ یہ بی بی مجھے بہت پسند آئیں۔ اب مجھے آپ کے گھائل ہونے کا اطمان ہوگیا ہے۔ وہ ہیں ہی اتنی خوبیوں والی کہ۔۔۔

لندن میں افتخار عارف کے دفتر میں نئے سال کا مبارک بادی وہ کارڈ بھی اتفاقاً نظر آگیا جو آصف فرخی نے انہیں بھیجا تھا یہ کوئی ایسا قابل لحاظ واقعہ نہں۔ لیکن صرف باری النظر میں ۔ لیکن آگر آپ پر دوسرے پوری طر ح واقف نہ ہوں تو بات ضرور قدر کے Odd نظر آتی ہے۔ مجھے تو اب برخوردار کے بارے میں واقعی تشویش سی ہو چلی ہے۔ یعنی وہ جو مجھے خطوط میں لکھتے ہیں، اُس کی شاید یہ کوئی بنیاد نہیں۔

اس خط میں ایک طرح کی خود کلامی کا رنگ آچلا ہے۔ چناچہ اسے اپنی عمر طبیعی کو پہنچ جانا چاہیے۔ لیکن اس سے قبل : زینت سے گفتگو کر کے اندازہ ہو ا کہ آپ دونوں کا کچھ نہ کچھ ہورہے گا۔ اور جو ہوگا، اچھا ہوگا۔

تو بس جناب ، اب قلم میان سے نکالیے، اور رواں ہوجائیے۔

مخلص

محمد عمران

11 مارچ 90 ء

برادرم۔

آپ کو پچھلے تین خط لکھنے کے بعد خیال آیا کہ کیوں نہ یونی ورسٹی سے بات کی جائے کہ میرے بجائے وہ ایپل میکنٹوش پر استعمال ہونے والا اردو ورڈ پروسیسر خرید لے۔ گفتگو امید افزا رہی۔ بس دوتین باتیں ہیں جن کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ اول تو یہ کہ پاکستان میں جو کمپنی اکتابت/ الناشر کا یہ موڈی فائڈ ورژن بیچ رہی ہے باقائدہ quotationبھیجے ۔ یہی کہ کیا شامل ہوگا۔ کیا قیمت ہوگی۔ اور ڈاک خرچ (ہوائی/ رجسٹری/ insured) کیا ہوگا؟ مل ملاکر کل قیمت پاکستانی اور امریکی سکے میں کیا ہوگی۔؟ لین دین پاکستان کمپنی اور یونیورسٹی آف دس کا فن کے درمیاں براہ راست ہوگا یعنی آپ اور میں بییچ میں نہیں ہوں گے) ۔ یہ کام ذرا جلدی ہی کرنا ہوگا کیوں کہ ہمارا فس کل ایئر (مالی ) سال جلد ختم ہونے والا ہے۔ وقت کی کمی کے پیش نظر اگر آرڈر وغیرہ fax کر دیا جائے تو یہ پاکستانی کمپنی کو قبول ہوگا؟ یعنی وہ آڈر ملتے ہی product بھیجدیں۔ رقم ڈاک سے آتی رہے گی۔ اس صورت میں اس کمپنی کا مکمل fax number درکار ہوگا۔ quotation کا خط البتہ میرے نام بھیجا جا سکتا ہے۔ (یا آپ Quotationبنوا کر مجھے خود بھیجدیں۔)

حضرت اگر آپ اس ورڈ پرسیسر کی کارکردگی سے مطمئن ہیں تو اس سلسلے میں ذرا مستعدی دکھائیے۔ (میں نہیں چاہتا کہ موقع ہاتھ سے نکل جائے۔) فوراً جاکر ضروری معلومات حاصل کیجے اور بھجوائیے۔ میرےلیے خاص طور پر یہ جاننا ضروری ہے کہ کیا اس پروگرام کے ساتھ مینول بھی شامل ہوتا ہے ۔ اگر نہیں تو یہ ہمارے کسی کام نہ آئے گا۔ ترکیب استعمال اگر مفصل اور مکمل نہوہو تو ہم اتنی دورسے بیٹھ کر ہر ہر بات کی وضاحت تو نہیں طلب کر سکتے۔ سردست میں اس پروسیسر کے فونٹس کا پرنٹ آؤٹ دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے لکھا ہے کہ اس کے تین فونتٹس ہیں۔ کیا آپ کمپنی سے ان کے پرنٹ آؤٹ نیز دیگر اطلاع / معلوماتی لڑ یحر لے کر بھجوا سکتے ہیں؟ یہ بھی پوچھ لیجیے گا کہ پروگرام کو چلانے کے لیے کمپیوٹر میں ذیر کچھ گھٹنا بڑھانا تو نہیں پڑے گا۔ جسیے کوئی حضور کارڈ ؟

ہمارے دفتر میں دوتین ایپل مکنٹوس بھی ہیں۔ ہیں ۔ میں انہیں استعمال کر لیا کروں گا۔ اس سے یہ آسانی ہوجائے گی کہ میں "آج " کے لیے چیزیں کیمرہ ریڈی صورت میں آپ کو بھجوا سکوں گا اور کم از کم ان کو پروسس کرانے کا خرچ بچ جایا کرے گا۔ الغرض ، آپ ذرا اس طرف مستعدی سے متوجہ ہوں۔

واشنگٹن مین فارسی تب کی ایک مکان کا ہنا چلا ہے۔ میں کل پرسوں فون کر کے فہرست منگواں لوں گا۔ پھر آپ کو بھیجنے کی سیل کی جائے گی۔

8 مارچ 1990 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

میں آپ کےجس خط کو رو رہا تھا اور شہید تصور کر چکا تھا، وہ کل خط خط تشریف لایا۔ کل ہی ایک خط میں بھی لکھ چکا ہوں جو آپ کے اُس والے کے جواب میں تھا جو پرسوں وار دہوا تھا۔ (اتنی پابندی سے نوجوانی میں اپنی محبوبہ کی وبھی شاید ہی خط لکھے ہوں!) اب بات صاف ہوگئی۔

آپ نے اپنی سی کردی، اب ضمیر صاحب جانیں اور ان کا کام، "آج" میں اشاعت کچھ آپ ہی کےلیے لائق فخر نہیں۔ اُن کو بھی اس کا احساس ہونا چاہیے۔

صاحب اگر مجھے اندازہ ہوتا، یا آپ نے باخبر رکھنے کی زحمت کی ہوتی، تو میں اپنی مباشرت کی ثقل سے آپ کو محفوظ رکھتا۔ "آج" میں چھپنے والے مصنفین کی نگاشات کے ساتھ اُن کی آئندہ اور جلد ہی شائع ہونے والی کتاب کے اشتہار ، اور نوٹس دیکھ کر میں نے یہ سمجھا کہ ان میں سے بیشتر آپ چھپانے والے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ "آج" کا بکھیڑا اس قدر پھیلا چکےہیں کہ یہ نہ صرف کل وقتی کام بنتا جا رہا ہے بلکہ اس سے آپ کی محنت کی کمائی بھی متاثر ہو رہی ہے۔ آپ کی اکتاہٹ ، بدحواسی، داماندگی اِس خط سے تمرشح ہے۔ بھائی آپ مباشرت کے واسطے بالکل متردنہ ہوں۔ آپ نہیں چھاپیں گے، کوئی اور چھاپ دے گا، نہ چھپے تو بھی مضائقہ نہیں ٭ ا لبتہ سال چھ مھینے میں ۔۔۔حالات سازگار ہو جائیں اور کتاب کی اقامت برطہت کو قائل پائیں تو بتائیے گا۔ ترجمے چوں کہ آپ کو ذہن میں رکھ کر کیے گئے تھے، ان پر آپ ہی کا حق ہے۔ اگر گرما کی اشاعت میں کنجائش ہوتو کوئی بیس پچیس صفحے محفوظ کرلیں۔ میں کوشش کروں گا کہ جاپان کہ لیے نکلنے سے قبل امی تا وگھوش کے نئے ناول کے جن تین حصوں کا ترجمہ کیا ہے، صاف کر کے بھیجدوں ۔ اور میری یہی خواہش ہوگی کہ تینوں ساتھ ہی چھپیں۔ لیکن اس کا دارومدار بڑی حد تک اس بات پر ہے کہ میں اس کا تعارف لکھنے کےلیے وقت اور مناسب موڈ پیدا کر سکوں گا۔ اگر آپ کو پھر اعتماد ہے تو جاپان جانے سے قبل یا واپسی کے بعد یہ کام ضرور مکمل ہوجائے گا۔ یعنی آپ کی گرما کی اشاعت کی تاریخ مقررہ سے پہلے ۔ یہ جو آپ نے سالے کے خرچ کے بارے میں لکھا ہےکہ اخراجات اور آمدنی پر باربن سکتا ہے، تو اس سے مجھے خاصی تشویش ہو رہی ہے۔ مجھ سے جو ہو سکا کروں گا لیکن بہت کچھ اردو والوں کو بھی کرنا ہوگا۔

بودار کے جوتیں حصے ترجمہ کیے ہیں، خاصے طویل ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ کتابی شکل میں الگ سے چھپیں۔ ویسے آ پ کو ترجمہ پسند پسند آجائے تو آپ "آج" کے 3 شماروں میں ترتیب وار چھاپ سکتے ہیں۔ لیکن یہ ابھی بے حد رف حالت میں ہیں۔ سلیم نے اپنا ان "آوازیں" مجھے پچھلے سال جنوری میں دیا تھا اور میں نے تبھی پڑھ لیا تھا۔ آپ زحمت نہ کریں۔ سر دست مجھے کسی ایسے بک سیلر کا علم نہیں جو فارسی کی کتابیں بھیجتا ہو۔ لیکن ایسے ہیں ضرور۔ چونکہ میں ایسی کتابیں نہیں خریدتا ، کبھی توجہہ نہ دی۔ لاس اینجلس میں میرا خیال ہے ایسی کئی دکانیں ہیں جو expatriateایرانی خور چلا رہےہیں۔ میرےپاس کبھی کبھار ایک فہرست آجاتی ہے جس میں فارسی کتب ، رکارڈ، اور ٹیپس کے اشتہار ہوتے ہیں۔ آئندہ آئے گی تو محفوظ کرلوں گا۔ میں ایک دوست کو لاس اینجلس خط لکھ کر دکان کا معلوم کروں گا۔ جلال آل احمد کی کتابیں آسانی سے مل جانی چاہئیں۔

فاروق خالد کا یہ ہےکہ مجھے بالکل پسند نہیں۔ (انہوں نے اپنے بیٹی کا نام ، جس کی ماں خود ولندیزی ہے، ٹھیک ایمسٹرڈام کے بیچ چندا جبس رکھاہے، جس سے میں نے صرف یہ کہ سخت متوحش ہوا۔ بلکہ تھوڑی دیر کےلیے اُن کی دماغی صحت کے بارے میں شک میں پڑگیا۔ ) نہایت بے ہنگم ، گنوار، اوٹ پٹانگ قسم کی چیز ہی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انہیں میلان کنڈیرا سے کوئی دل چسپی پیدا نہ ہوسکی۔ میرا خیال ہے، ان کی سمجھ میں ہی نہیں آیا۔ اپنے بارے میں سخت خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔ پیسے دے کر اپنی چیزوں کےانگریزی تراجم کر لتا ہیں۔ لندن یونی ورسٹی کے ایک انگریزی پروفیسر نے جو میرا دوست ہے خود کہا کہ وہ اس سلسلے میں اس کا مسلسل پیچھا کرتے رہے ہیں۔ میں نے اُن کے اجڈ انداز سے تنگ آکر، اور اس سے زیادہ ان میں شائستگی کے فقدان سے، انہیں پچھلے سال ستمبر اکتوبر میں لکھ دیا تھا کہ مجھے خط لکھنے کی زحمت نہ کیا کریں۔ اور مجھے اس بات سے سخت اذیت پہنچی ہےکہ انہوں نے اپنے خط میں میرا ذکر کیا ہے، جبکہ پانچ ماہ پہلے میں ان سے اپنی جرات کا اعلان کر چکا ہوں۔ نعیم صاحب نے ان کے ناول کا انگریزی ترمجے اپنے رسالے میں تبصرے کے لیے دیا تھا۔ 12 صفحے پڑھ کر میں نے ناول نعیم صاحب کو لوٹا دیا۔ خیر، یہ میری رائے ہے، اور سخت تشدد رائے ہے، لیکن صرف اُن کی شخصیت کے بارے میں۔ ایک اچھے اور انصاف پسند دورکی حیثیت سے آپ کو فرض ہےکہ میرے تعصب سے بالا ہوکر ان کی نگارش پڑھیے اور اس کے حسن و قبح کا خود فیصلہ کیجیے۔ بس میں اتنا کہوں گا کہ ان میں پیر تسمہ یا بن جانے کا امکان یا بلکہ رجحان پایا جاتا ہے۔

جب کچھ عمر میں بزرگی طاری کرنے کی لت پڑجائے تو Pretension خود بخود چلی آتی ہے۔ میں نے جب "آتش فشاں پر کھلے ۔۔۔" خاص طور پر منگوا کر پڑھی تھی تو اس کے "حرف آخر" کو پڑھ کر طبیعت اتنی مکرر ہوئی تھی کہ کیا عرض کروں۔ پھر عنوان کی بچکانہ ننگی سے سر چکرا گیا تھا۔ حضرت، "حرف من و تو" پر غور کریں تو اس میں بھی Pretension کے آتش فشاں ہی نظر آئیں گے۔ آپ ، ازراہ کرم تا س کی ایک جلد دیر سویر ضرور بھجوادیں۔ اس میں شاید میرا والا انٹرویو بھی ہے۔ کم از کم ستمبر میں انہوں نے کہا تھا یہی تھا۔ لیکن "محراب" والے۔

7 مارچ 1990 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

میں نے تنگ آکر پرسوں ایک خط آپ کو لکھا۔ اس دن دوپھر کو زینت کا خط ملا جو 10 فروری کا چلا ہوا تھا۔ کل آپ کا 25 فروری کا لکھا ہوا خط ملا۔ اس سے یہ بات واضع ہوگئی کہ ان دنوں خط بڑی بے ڈہنگی رفتار سے آجا رہیں ہیں۔ لیکن یہ عقدہ نہیں کھلا کہ آ پ نے میرے 29 دسمبر اور 9 جنوری کے خطوط کو جواب سے کیوں محروم رکھا۔ حالات کی ان میں بہت سی جواب طلب باتیں تھیں۔ خاص طور پر "مباشرت" "نامی کتا ب کی اشاعت سے متعلق آپ کا عندیہ۔ جواب تو آپ نے کھل کر 23 جنوری اور 9 فروری کے خطوط کا بھی نہیں دیا۔ آُ ایڈیٹنگ صرف "آج" کے مشمولات کی کیا کیجئے۔ میں خطوں کے جواب کی ایڈیٹنگ کا قائل نہیں۔

اس پر اتنا خشک خط لکھا ہے کہ ۔۔۔!اور مجھ سے طویل باتیں کرنے کی خواہش و الخفیظ !! صاحب، میں آپ سے عمر میں کافی بڑا ہوں۔ کیوں مجھے اپنی نظروں میں ذلیل کرتے ہیں۔ میں "آج" کی اشاعت کے سلسلے میں آپ کا جوش ، تن دہی، اور متعدی دیکھ کر خود بھی جوش میں آگیا اور اتنےسارے تراجم کر ڈالے ، اب آپ کی بے رحمی دیکھ کر ندامت ہو رہی ہے۔ الغرض ، جب آپ کا جواب نہیں آیا تو میں بھی ان طرف سے بے فکر ہوگیا۔ چناچہ دراز میں پڑے سٹررہے ہیں۔ ہاں، میں نے "جاتی چیزیں" مکمل کر لیا ہے۔ پچھلے دنوں انتون شمس ARABESQUES کے مصنف )۔۔۔آئے ہوئے تھے۔ بڑاخوب صورت لیکچر دیا۔ میں نے ان سے مانگ لیا ہے اور اردو میں ترجمہ کرنے کی اجازت بھی لی ہے۔

ورڈپروسسر ز کے سلسلے میں معلومات بہم پہنچانے کا بے حد شکریہ۔ لیکن فی الحال آپ ان کے حصول کی ذحمت نہ کریں۔ MLS کے جس پروگرام کا میں نے آ پ کو لکھا تھا۔ اس کے چند نئے اردو کے Fonts مل گئے پر جو گواز ہیں۔ میں آج ہی لیزر پرنٹر کا آرڈر دے رہا ہوں۔ 23 مارچ سے 30 مارچ تک جاپانی میں ہوں گا۔ واپسی پر پرنٹر آچکا ہوگا۔ استعمال کر کے اور پرنٹ آڈٹ دیکھ کر فیصلہ کروں گا کہ یہی ٹھیک ہےیا مزید کی جستجو کی جائے۔ تسلی نہ ہوئی تو آپ کو زحمت دوں گا۔

پرسوں والے خط میں مظفہ علی سید اور اکرام اللہ کی چیزوں ہو "ناچیز" رایے کا اظہار کر چکا ہوں۔ "آج " (بہار) کی کم از کم 2 کاپیاں بھجوا ئیے گا۔ اور اگر پچھلے خط میں جو پیشکش کی ہے وہ قبول نہ ہو تو پھر پانچ ۔ ان کی قیمت ، ہوائی رجسٹری ڈاک خرچ وغیرہ اس رقم سے لیں جو بھائی آپ کو بھیجیں گے۔

میری صحت ٹھیک ٹھاک ہے۔ امید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ زینت کو سلام ۔ ان کا خط مجھے مل گیا ہے۔ جلد "روشن خانم" جو اُن کےلیے ہے، صاف کر کے انہیں بھیج دوں گا۔

والسلام

آپکا

محمد عمران

5 فروری 1990 ء

مہربان۔

اس بارتو آپ نے قیامت کا انتظا ر کروایا ہے۔ آپ کو 4 خط لکھ چکاہوں (21 دسمبر، جنوری، 29 جنوری ، اور یکم فروی کو) آپ کا خط جو 23 جنوری کو ملا تھا وہ دسمبر کے ایک اور خط کے جواب میں تھا۔ اس خاموشی سے ذہن مختلف احکامات یا اعمالات کی طرف بھبکنے لگتا ہے، جو خوش آئند نہں۔ وہاں کی جو خبریں ملیں ہیں ، ان سے طبیعت اور متوجس ہوجاتی ہے۔ خدا کرے آپ اور زینت بخیریت ہوں۔ اب مجھے اپنے خطوں کے جوش اور ولولے پر عجیب آرہی ہے۔ میں بے کا رہی میں اس قدر مستعد اس قدر سیدیں ہوجاتا ہوں۔

اس درمیاں میں میں نے تازہ "آج" کا نثری حصہ بہت کچھ بڑھ لیا ہے۔ مظہر علی میاں صاحب کے حوالے سے بالکل ۔۔۔نہیں ہوئی ۔ اکرام اللہ کانا، لٹ ابلتہ، بہت پسند آیا، اس میں ارتکا کی گئے ہے۔ لیکن ، موضوع جاری نہی رہی۔ روایت میں ضرور ۔۔۔ہے۔ انہیں زبانی پر بھی قابل شک عبور حاصل ہے۔ پھر ان کی نظر جزبات پر بہت باریک بین ہے۔ پچھلے دفوں نہیں ہے۔ انور خان کا نیا مجموعہ بھی ملا ۔ اس میں زبان اور موضوعات کی تازگی کا احساس ہوا، احساہوں کہ ان میں نہ جنجوف اور پیدی کے ۔۔۔بن کیساتھ تجربے کی تکمیل کا احساس ہو آہے نہ منٹور اور دویاساں کی طر ایک زلزلہ خیز اختتام کا۔ ان میں امکانات کا دریا ضرور موجزن ہے۔ لیکن دورہ ان کا پیچائیں کرتے ، چلو بنا دم ہوکر بیٹھے رہتے ہیں۔ تھوڑی سی کوشش سے وہ اپنے لیے بہت بلند مقام پیدا کر سکتا میں ۔ میں نے اکرام اللہ کو مبارک باد کا خط لکھ دیا ہے۔

کہیے ضمیر الدین احمد کی طرف سے کوئی خیر خبر آئی، انہیں آپ کا خط اور "اج" کے ۔۔۔۔ ۔۔

میںنے بھائی صاحب کو ہفتہ عشرہ ہوا خیرآباد لک دیا ہےکہ وہ آپ کو 1000 روپے بھیجدیں ۔ پرچے پر کسادیجیے گا۔ اگر بنداکے ضم کدے کا ویران ہوجانے کا خدشہ ہو تو میں مجبور نہیں کروں گا۔ آپ عبدالحق (بابائے ا ردو) دال ڈکشنری بھجوادیجئے گا، جن کی درخواست کی تھی، نیز آنے والے "آج" کی 5 کاپیاں ۔ دونوں کی قیمت اور ہوائی خرچ کے بعد کچھ بچ رہے تو آئندہ کچھ اور خلب کرلوں گا۔

میں نے "جاتی چیزیں" لکھ لیا ہے۔ فی الحال وہ mature ہو رہا ہے۔

بھئی جواب ضرور دیں۔ زینت کو پیار

والسلام

آپ کا

محمد عمران

یکم فروری 90 ء

برادرم۔

کل ، خدا خدا کر کے، "آج" ملا۔ اوپر کا خاکی ، ریپر تار تار ہوچکا تھا۔ ڈاکی نے دالوں کو دوبارہ پیک کرنا پڑا۔ شاید اس لیے ملنے میں اتنی تاخیر ہوئی۔ میں ایک خط پرسوں اترسوں بھیج چکاہوں۔ یہ خط 2 باتوں کی وجہ سے فوری لکھ رہاہوں۔

میں نے پرچے میں شامل نظموں کا پورا حصہ پڑھ لیا ہے اور میرا سر جھنجنا رہا ہے۔ ان نو نہالوں کی تاروں الطلائی کے سامنے تو کنہ مشقوں کو شرم آجائے۔ آپ فرداًفرداً عذرا عباس ، احمد فواد، اور فہمیدہ ریاض کو میری طرف سے کہدیں کہ بھئی اب تمھی لوگ اردو ادب کی آبرو ہو۔ اپنی حفاظت کرو، اپنے کو چیرش کرو ۔ بس ریاض کے یہاں ہلکا سا تضع ، ہلکے سے بوجھل پن کا احساس ہوا، جیسے خواہش خود آگاہ ہوگئی ہو۔ لیکن عذرا اور فواد کے پہلے معصومیت اور بے ساختگی اپنے عروج پر ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ! جب احمد فواد کی کتاب نکل آئے تو ضرور پڑھنا چاہوں گا۔ ذی شان کی کتاب پڑھنے کی خواہش بھی ہے۔

دوسری بات : میں نے اردو کا جو نیا ورڈپراسسر منگایا تھا وہ آگیا ہے، لیکن اس کا فونٹ بے حد واہیات ہے۔ حضرت ، آج کا یہ شمارہ بہت اچھا چھپا ہے۔ اس کےلیے آپ نے جو ورڈ پراسسر استعمال کیا ہے، وہ آپ مجھے بھجوسکتے ہیں؟ اور جس قدر جلد ممکن ہوسکے، مع ترکیب استعمال کے اور جس قدر مفصل ہو، بہتر ہو گا؟ اگر اپ کے پاس موجود ہے تو بس ڈسکٹس پر نکل کرنا اور Manual کی فوٹو کاپی بنوا نا ہوگا۔ آپ پیسوں کی فکر نہ کریں۔ میں بھائی کو لکھ کر بھجوادوں گا۔ لیکن اگر خریدنے کا معاملہ ہوتو مجھے فوراً جملہ ضروری یا تو ں سے مطلع فرمائیں۔ میرے پاس جو کمپیوٹر ہے وہ IBM ہے اور DOS استعمال کرتا ہے اگر IBM کےلیے اس پروگرام کا ورژن مل جائے تو خوب ، ورنہ ایپل لیکن ٹاس والا ہی سہ۔ میں پہلے یونی ورسٹی کی مشین پر استعمال کرلوں گا۔

میں نے جو تراجم کیے ہیں وہ کمپیوٹر چڑھنے کے منتظر بیٹھے ہیں۔ ایک ماہ اس نانہجار ورڈ پراسسر کو حاصل کرنے میں برباد ہوگیا۔ یہ وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر جانے کب یہ تراجم تیار ہوسکیں ۔ الغرض ، ذرا متعدی دکھائیے۔

میں نے "جاتی چیزیں" لکھنا شروع کر دیا ہے۔ پہلا ڈرافٹ ۔ اگر کوئی اور ضروری مصروفیت نہ نکل آئی تو، ہفتے عشرے میں تیار ہو جائے گا۔ پھر اسے شراب کی طرح کچھ وقت کے لیے الگ رکھ دوں گا تاکہ ذائقہ درست ہوجائے۔ یا نکھر آئے۔ پھر نظرثانی کر کے آپ کو اور چند اور دوستوں کو پڑھنے کےلیے بھیجوں گا۔

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ اور زینت کی آنکھوں کی تکلیف اب بالکل جاتی رہی ہوگی۔

میں جواب کا بڑی بے چینی سے منتظر ہوں۔

والسلام

آپ کا

محمد عمران

23 جنوری 90 ء

برادرم۔

آپ کا 8 جنوری کا نوشتہ ملا۔ پر شاید دو چار دن میں آجائے۔ اگر خط کو پو سٹ کرنے سے پہلےمل گیا تو پڑ ھ کر اسی خط میں رائے لکھ دوں گا۔ ان دنوں میں چھٹی پر ہوں ستمبر تک ، میں چاہتا ہوں جتنا وقت ہوسکے اپنےساتھ گزار لوں۔ کچھ اور ترجمے کرلوں،دوچار کتابیں اور پڑھ لوں۔ میرا سارا وقت گھر پر تنہا گذر تاہے۔ بڑی تمنا ہےکہ ایک آدھ کو چھوڑ کر کسی کا دست نگر نہ ہونا پڑے، کسی کو کبھی خط نہ لکھنا پڑے، چناچہ کسی کے جواب کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے ۔ لیکن زندگی ہے تو سوا بھی ہونا پڑےگا۔ غیر کا منت کش ہوئے بغیر تو آدمی قبر تک بھی نہیں جاسکتا۔ اس لہز ترانی کا ماحصل : ان دنوں میرے پاس، ایک لحاظ سے، کافی وقت ہے، اور آپ کو خط لکھ کر وقت اچھا گزر جاتا ہے۔

"میں آپ کے ایک Full Length خط کا منتظر ہوں۔ 27 دسمبر والا خط تو بے حد مختصر ہے۔ "29 دسمبر والا خط ، جو کافی مفصل تھ، مل چکا ہوگا، اور اس کے بعد والا بھی ، جو ضمیر الدین احمد کے سلسلے میں تھا۔ آپ کی قسمت پر شک آتا ہے: تمنا کرتے ہیں تو فوراً پوری ہوجاتی ہے، بلکہ "پورا ہونا" اس فکر میں فنڈ لاتا رہتا ہے کہ آپ تمنا کر بھی چکیں۔ ادھر میری قسمت ملا خط ہو: خوب جگہ چھوڑ کر اور جلی حروف میں میرے خط آتا میں ، جن سے تفصیل اور طوالت کا اشتباہ ضرور قائم ہوجاتا ہے۔ اس پر آپ کی کم گوئی کی عادت متنزادبا آپ نے یہ تو لکھا کہ لاہور میں "آپ کی کہانی آج کل خاصی موضوع گفتگو ہے، "لیکن کن پردہ نشینوں نے اسے موضوع گفتگو بنایا ہا یہ نہیں۔ نہ یہ کہ کیا اظہار خیال ہو رہا ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جب سبیل نے چھاپی ہی نہیں تو لوگوں نے کہلا سے پڑھ لی۔ ادب کے کاروبار میں آدمی کو پگڑی اُتار کر داخل ہونا چاہیے۔ سبیل، غالباً ، دوستیوں اور مصلحتوں سے ڈر گئے۔ افسوس کے ہمارے پہلے حکومت سے پہلے خود ادیب سنیسر شپ قائم کرنے کو دوڑا دوڑا پھرتا ہے۔

"بہت دنوں سے آپ سے جی بھر کے باتیں نہیں ہوئیں۔ اس کا کوئی موقع نکالیے۔ خط کے ذریعے ہی سہی۔ " ان نیک تمخات کا اظہار آئینہ سامنے رکھ کر اندر نظر آنے والے عکس سے کرنا اول تر ہے۔ مجے خط لکھنا ویسے ہی پسند ہے، اور آپ کو خط لکھنے میں تو اور بھی لطف آتا ہے۔ اس دوڑ میں آپ پیچھے رہ جائیں گے۔ تاہم ایک بار "مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا" ہوس جائے۔ کیا حرج ہے۔ اور کچھ نہیں تو طول سابقہ میرا دل خوش ہوجائے گا۔ کبھی مجھے بھی تو لمبا سا خط ملے!

آپ کےا س سے پچھلے والے خط میں "خیر ، عیسیٰ بدین خود" پڑھ کر میرا دل اس تحریف کو چاہا تھا:" خیر عیسیٰ بدین خود! " دیگر : "نادیک گلی " کے انتساب میں اشارہ اپنی ریا (ح) کاری کی طرف تو خیر تھا ہی ، لیکن اسے میں نے "صلائے عام ہے" کے ممنوں میں زیادہ استعمال کیا تھا۔ ان دنوں میرا انداز کچھ ضرورت سے زیادہ elliptical ہوتا جار ہا ہے۔ خدا خیر کرے۔ اس میں اپنی رسوائی اور اپنے بارے میں غلط فہمی کے راہ پا جانے کا امکان زیادہ ہے۔

وارث علوی کا آخری خط شاید ڈیڑہ دو ماہ پہلے ملاقات ۔ اس میں انھوں نے یہ مژدہ سنایا تھا کہ سرطان صرف ایک گردے تک ہی محدود رہا تھا۔ دوگردہ آپریشن کر کے نکال دیا گیا۔ سو فیصد صحت یابی صحت یابی متوقع ہے۔ اگر آپ کی اطلاعات اس کے بعد کی ہیں تو مجھے تشویش شروع ہوگئی ہے۔ بہت پیارا شخص ہے۔ میں اسے ہر چند کہ یہ خارش کی یاد دلاتا ہے۔ سیلان الغم اور رب زدنی علما بینے تقادوں سے لاکھ درجے بہتر سمجھتا ہوں۔

حضرت مجھے ایک فرمائش کرنے ہے: 1965 میں انجمن ترقی اردو نے مولوی عبدالحق کی The Students’ Standard English – Urdu Dictionary بہت ہی باریک اردو نفیس سفید کاغذ پر چھاپی تھی، اور جلد بھی مضبوط بندھی تھی۔ میرا نسخہ تار تار ہونے کو ہے۔ اگر مل سکے تو کیا کہنا۔ رجسٹری ہوائی ڈاک سے بھجوائیے گا ۔ پلنگ مضبوط ہو۔ جملہ فرح میرے ذمے ۔ لیکن بچے یہی باریک کاغذ والا ایڈیشن چاہیے۔ کوئی اور نہیں۔

"جاتی چیزیں" ایک مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ جانے کیا بات ہے، لکھنا چاہتا ہوں۔ اور نہیں بھی۔ بیک وقت۔ لیکن اس تذبذب کی وجہ موضوع یا اس کے متوقع شمولات ہر گز نہیں۔ میں تو خوش تھا کہ ادھر اپنے کو ترجموں میں لگالیا ہے تو تخلیقی خواہش کی اس طرح نکاسی ہوجائے گی۔ افسانہ لکھنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ لیکن آپ نے یاد دلایا ۔ خیر صاحب میں نے وہ فائل نکالا جس میں اس سے متعلق وہ یاد اشتیں تھیں جو جون / جولائی میں رقم کی تھیں۔لیکن محسوس ہوا کہ اس کا سارا گذاراور جو جذباتی فضا قئم کرنا چاہتا تھا،گرفت سے نکل کگئے ہیں۔ اگلے آٹھ دس دن میں لکھنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے خدشہ ہےکہ یہ دوسرے یا تیسرے درجے کی چیز کی جون میں اٹھے گا۔ خیر۔

کیا سومرو صاحب کے ٹیکسٹ ایڈیٹر میں، اسکرین پر اردو حروف تہجی پروجیکٹ کرنے کی صلاحیت ہے؟ کیا براہ راست لیوز پر پرنٹ آؤٹ نکل سکتا ہے؟ لکھیے گا۔ اگر ایسا ہوسکے تو کیا کہا ۔ میں پروگرام کی فرمائش کروں گا۔ پھر یہاں سے Camera Ready کاپی آپ کو بھجوادیا کروں گا۔ آپ دوبارہ محنت کرنے سے بچ جائیں گے۔

میں نے 9 جنوری والے خط میں لکھا تھا کہ بودار کے ناول "دی میڈرننیز" کے ایک مختصر سے حصے کا ترجمہ اور کرلیا ہے۔ اس کےبعد مجھے شرارت سوجھی۔ لیکن چلے: بودار چوتھی دہائی میں جب امریکا آئی تھی تو شکاگو میں امریکی ناول نگار نیلن ایگلر ن سے اسکا بڑا ہیجان خیز معاشقہ چلا تھا۔ یہ سرما کا واقعہ تھا۔ بودار 2 ماہ رہ کر واپس چلی گئی ۔ اگلی گرمیوں میں پھر آئی اور 3 ماہ رہ کر پھر چلتی بنی۔ اس سے اگلے گرمیوں میں پھر آئی ۔ دراصل پیرس اور سارتر کوچھوڑنے کےلیے تیار نہ تھی۔ اس معاشقے کا بڑا محتاط ذکر اس نے اپنی آٹو بایگرافی کی تیسری جلد Force of Circumstanceمیں کیا ہے۔ اور ایگلان سےپہلی ملاقات کا حوالہ اس کی مطبوعہ ڈائری America Day by Day میں بھی ملتا ہے۔ الغرض اس معاشقے کے سارے جذباتی Coordination بودار کے ناول "دی مینڈرنیز" میں ملتےہیں۔ تینوں ملاقاتوں کا تفصیل ذکر ہے۔ یہ ناول میں مختلف جھگوں پر پہیلی ہوئی ہیں۔ یہ معاشقہ ناول کا اہم جز ہونے کے باوجود اپنی جگہ پر قائم بالذات بھی ہے۔ سوا سو صفحے لگ بھگ ! میں نے تینوں ٹکڑے ترجمہ کرلیےہیں۔ یہی شرارت تھی۔ مناسب پیش لفظ کے ساتھ اسے مستقل کتاب کی حیثیت سے شائع کیا جاسکتا ہے۔ نام ہوگا: "ایک محبت کی کہانی" ۔ (یا آپ جو تجویز کریں) اگر اس طرف طبیعت مائل ہو تو بتائیے گا۔

میں نے آصف فرض کے پاکستان پہنچنے کے بعد والے واحد خط کا جواب ستمبر میں دیدیا تھا۔ پھر میرے ایک طالب علم نے انہیں لاہور سے ایک خاصا قیمم سا لفافہ بھی بھیجا تھا جس میں آصف کے مطلوبہ اور میرے نوشتہ 3 انگریزی دیپاچے تھے۔ میرے بیج میں پڑنے پر عبداللہ کی کتاب کے پبلشر نے انہیں ایک جلد "ڈان" میں تبصرے کےلیے۔ بھیجدی تھی" ۔ آصف نے نہ جواب دیا نہ تبصرہ کیا۔ بھائی، آپ مجھے اس سلے میں کوئی راہ سمجھا سکتے ہیں؟ میں ہر شخص کی مد د کےلیے تیار ہو جاتا ہوں اس میں مجھے بعض اوقات سخت زحمت کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس پریشانی استعفیٰ ! ظاہر ہے مجھے خود کو ہلکا ن کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ۔۔آپ بھی ان سے بہت زیادہ خوش نہیں معلوم ہوتے۔ اگر وہ دیا ہے اور کتاب اُن سے کسی طرح واپس حاصل کیے جا سکیں تو اچھا ہو۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ اُن کی دل آزاری ہو۔ آپ نے پرنٹنگ کے سلسلے میں لکھا ہے کہ آپنی غلطیوں سے سیکھ رہے ہیں، مجھے بھی یہی کرنا چاہیے ۔ ہر معاملے میں۔

آج 29 جنوری ہوگئی۔ پرچا نہوز نہیں پہنچا ہے۔ اس خط کو مزید روکے رکھنا منا سب نہیں۔ چناچہ "آج " ہر رائے اب اگلے خط میں ملے گی۔ زینت کو پیار۔

آپ کا

محمد عمران

9 جنوری 90 ء

برادرم۔

میرا 29 دسمبر کا خط ملا ہوگا۔

میں نے "آج" ، "خاطر معصوم" (خیرالدین احمد) ، اور آپ کے سلسلے میں خیرالدین احمد کو لکھ دیا تھا۔ کل اُن کا جواب ملا حالاں کہ 11 ستمبر کا ہے اور لفافے پر مہر بھی اسی دن کی ہے۔ اس خط میں بہت سی باتوں کا جواب صرف آپ ہی دے سکتے ہیں۔ گو خط نجی ضرور ہے۔ لیکن اسی میں کوئی نازک بات نہیں جس کو آپ کے جان لینے سے دنیا پتہ دبالا ہوجائے یا خیر کے اور میرے تعلقات کی نیا ڈول جائے۔ میں اس کی ایک نقل آپ کو بھیج رہا ہوں۔ (آپ یہ خط کسی اور کو نہ دکھائیے گا) جو اب طلب امور کے بارے میں یا مجھے لکھ بھیجیں یا براہ راست انہیں لکھیں۔ ان ک ا پتا نیچے لکھ رہاہوں۔ آپ "آج" کا ایک نسخہ انہیں بھجواہی دیں۔ ان دنوں خیر صاحب ہر جوبن آیا ہوا ہے۔ دھڑا دھڑ لکھ رہے ہیں۔ برل۔

میں نے اس بیچ میں سیمون دُبوار کے ناول The Mandarins کے ایک باب کے 30 صفحوں کا ترجمہ بھی کر ڈالا ہے، اور اس اردو ورڈ پر اسسر کا آڈر بھی دیدیا ہے۔ جس کے بارے میں پچھلے خط میں لکھا تھا۔

خیر مسحود کا خط ماہ ڈیرہ پہلے ملا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ قبلہ آصف صاحب جنوری میں ہندوستان کا حصہ رکھتے ہیں۔

اور کوئی قابل ذکر بات نہیں۔ بس آپ کے خط کا اتنظار ہو رہا ہے۔ فرصت ملنے پر لکھیے گا۔

زینت کو پیار۔

مخلص

محمد عمران

لندن

11 ستمبر 89 ء

برادرم ۔ آداب

آپ کا خط ملا۔

"محراب" مجھے بھی ابھی تک نہیں ملا۔ معلوم ہوا تھا کہ اس میں میمری دو شایع شدہ کہانیاں شامل کی جا رہی ہیں شاید اُن کا بھی وہی حشر ہوا ہو جو آپ کے افسانے کا ہوا۔ معلوم نہیں۔ ادبی رسائل کے مدبران کو کیا ہو گیا ہے۔ سہیل کو کم از کم آپ کو مطلع تو کردنیا چاہئے تھا کہ بہ جوہ آپ کا افسانہ شامل نہیں کر رہے ہیں۔ میر ابھی آپ کا کا جیسا حال ہے ۔ کوئی ادبی گراں ۔ انجمن یا جماعت ایسی نہیں جس سے میرا تقسیم کے بعد تعلق رہا ہو٭رائٹر رکاؤٹ کا داعی بننے کی غلطی کی تھی۔ لکن گلڈ کے قیام کے فوراً بعد اس سے منفقی ہوگیا تھا۔ بلکہ میری تو ادیبوں نے خط و کتابت یا ان کےساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔ آپ پہلے ادیب نہیں جس کے ساتھ باقائدہ خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ مگر دور ثانی میں۔

"آج" کا نام پہلی بار آپ سے سنا۔ اور اجمل کمال صاحب کابھی۔ آپ کہتے ہیں تو یقیناً اچھا میرج ہوگا۔کیا کسی طرح سے ایک شمارہ دیکھنے کو مل سکتا ہے؟ جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ "خاطر معصوم" چھپا چاہتی ہے۔ اجمل صاحب جانتے ہیں کہ پھر بھی اس کا ایک آددر باب "آج" میں شایع کریں تو مجھے کوئی، اعتراض نہ ہوگا۔

رہی بات مسافروں کی تو آپ کو معلوم ہےکہ میں جمیل چاہی صاحب سے وعدہ کر چکا ہوں۔ پہلا افسانہ اُن کو پورا ایک مہینہ ہوا بھجا تھا۔ اور دیکھا تھا کہ رسید سے فوراً مطلع کریں۔ ابھی تک انتظار ہے۔ یا تو ڈاک والوں نے کسی کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا یا چابی صاھب ! اتنے مصروف ہیں کہ ۔۔۔کی اور ایک صاقب پاکستان جاؤ ہے ہیں پہلے افسانے کی نقل اور دوسرا افسانہ اور ترجمہ اُن کے ساتھ بھیجنے کا ارادہ ہے لیکن اس ہدایت کے ساتھ کہ وہ چابی کسی صاحب کو فون کرکے معلوم کریں کہ افسانہ میں نہیں معلا یا نہیں ۔ نہیں علاقو تینوں چیزیں انکے حوالے کردیں اور مل گیا ہے تو مجھے مطلع کریں تاکہ چابی صاحب سے پوچھوں کہ یہ کیسا اور کہاں کا اخلاق ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ چھاپنے سے ڈرتے ہوں۔ اگر یہ بات ہے تو تینوں چیزیں "آج " کی ۔ آئندہ جو کچھ بھی لکھوں گا وہ یقیناً "آج" کا۔

دونوں افسانے آج شمعون کو بھیج رہا ہوں ۔ وہ اُن کی عکس تھیں آپ کو ارسال کردیں گے۔ دس بارہ روز کے اندر آپ کو مل جانی چاہئیں۔

"تاریک گل" کی فاضل کا بیان آجائیں تو ایک مجھے ضرور بھیجئے گا۔

اسلم فرفی اور کمال احمد رضوری کو امریکہ سے واپسی پر خط لکھے تھے۔ لگ بھک ڈیڑھ ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ مگر ابھی تھ ان میں نے ایک نے بھی جواب نہیں دیا۔ ڈاک ڈاکوں کو کوسوں یا ان ملیے تاراض ہوں۔ یا حقدو ر ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں کبھی کبھی تو خیال آتا ہے کہ کہوں دوبارہ لکھنے لکھانے کے چکر میں پڑ گیا۔

اپنی صحت کا خیال رکھیں

نیا سال مبارک!

خیراندیش

ضمیر

**Stop Press**

1۔ ابھی ابھی جمیل صابی کا خط ملا۔ اور سلم فرخی کا بھی دونوں حضرات دبی گئے ہوئے تھے۔ اسلئے جواب میں دیر ہوئی۔

2۔ وہ انگ نمبر" کے بارے میں جمیل صابی نے لکھا ہے۔

"آپ نے کمال کی کہانی لکھی ہے؟

3۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ "سوکھے ساون" "محراب " میں شائع ہوگئی ہے۔ اور لکھا ہےکہ " انہوں نے" شعور سے قلم" بنوا کر شائع کی ہے"

یعنی برادرم محمد عمر ۔۔۔آپ مجھ سے اچھے رہے کہ کہانی نہیں چھاپی انہوں نے می میری کہانی انہوں نے عمرام سینرا کے تمام چتیا پولن کے ساتھ چھاپ کر میری مٹی پلید کردی ھالانکہ میں اُنہیں لکھ چکا تھا کہ کہانی میں یہ یہ "اصلاحات" کی گئی ہیں۔

اجمل صاحب کا پتہ لکھیں ۔ کیا ممکن ہےکہ وہ"خاطر مفھوم" اور انھانوں کے مجموعے کے تقسیم کا ۔ بن جائیں؟ ممکن ہو تو اشتہارات میں اور کتابوں میں نہیں "آج" کا پتا دیا جائے۔

29 دسمبر 89 ء

برادرم۔

دودن ہوئے آپکو اور زینت کو خط لکھ چکا ہوں۔ کل آپ کا لفافہ آیا، اور جواب دینے کی بے قراری طاری ہوگئی ہے۔ پھر آپ کو بار بار خط لکھ کر مجھے اپنی کوتا ہ قدی کے کوتاہ ہوجانے کا خدشہ کبھی نہیں ہوتا۔ گویہ خیال کبھی کبھی پریشان ضرور کرتا ہے کہ اپنی مصروفیات میں مراسات کا یہ pace ٹائم رکھنا شاید آپ کے بے دشوا ر ہو۔ امید ہے میری ضرورت سے زیادہ متعدی آپ کے لیے وبال جان نہیں بن جائے گی۔ آپ کے حالیہ خط کے لب ولہجے سے مجھے بڑا اطمینان ہوا۔ آپ کو ممکن ہے کسی قدر، اندازہ ہوگیا ہوکہ فروری سے نومبر کا درمیانی وقت میں نے بڑی شدید ذہنی اذیت کا عالم میں گذارا ہے۔ میں نے اس عرصے میں اپنے کو باعد تنہا اور بعض اوقات بالکل بے آس مدد گار محسوس کیا۔ دراصل میرا دنیا سے سمجھوتا ہونے کا نہیں ۔ آپ مجھے اپنے سے بے حد نزدیک محوسوس ہوئے، جس کی تمام تر ذمہ دااری بہرحال صرف مجھی پر عائد نہیں ہوتی۔

میں نے بائی پاس خود اس لیے نہیں کریا کہ "علامہ کا تصور" میرے ساتھ" کچھ ٹھیک نہیں تھا" ۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ بلا میرے سر کیسے آن پڑی۔ میری زندگی میں سوائے سگریٹ نوشی کے کوئی ایسی بات نہیں تھی جو اس رض کو بھاجاتی ۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ سرجری کے بغیر کام چل سکے تو ہی کروں گا۔ مزید احتیاط اور ورش کے ذریعے کام چلاؤں گا۔پھر سرجری بھی ایسا علاج نہیں جس کے بعد آدمی بے فکر ہوجائے۔ اس کے بعد بھی بڑی احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ اکثر 9 ،10 سال کے بعد دوبارہ سرجری کروانی پڑتی ہے۔ لیکن میں جنوری کا منتظر ہوں۔ کچھ اور ٹیسٹ بے جائیں گے۔ نب اندازہ ہوگا کہ angioplasty سے ارٹری میں جو کشادگی پیدا کردہ گئی تھی، باقی ہے یا نہیں۔ اگر ضرورت آپڑی تو بائی پاس کرواہی لوں گا۔ جیسا کہ میں نے زینت کو لکھا ہے My life is tainted forever میں مکمل طور پر صحتیاب تو کبھی نہیں ہوسکوں گا۔ ورزش اور کھانے پینے میں احتیاط سے ممکن ہے گاڑی چند سال گھٹ جائے۔ یہی کافی ہے۔ کسی نہ سے خرید کے طلب گار ہوں۔ تو بس جناب، آپ میرا خیال رکھا کریں۔

پرسوں ناصر بغدادی کا خط آیا اس سے معلوم ہواکہ آپ دونوں کی ملاقات اتفاقی تھی ۔ اور بعد میں آپ نے انہیں پرچہ بھی بھجوایا۔ آپ عقل مند آدمی ہیں۔ خود سمجھ جائیے۔ میں نے اگر ذکر نہیں کیا تھا، تو اس کا یقیناً کوئی معقول وجہ رہی ہوگی۔ میری ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ لوگ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے میرا وسیلہ ڈھونڈا۔ آپ نے پرچا مجھے بھجوادیا تھا۔ مجھے اگر اس کی ایک آدھ کاپی اور درکار ہوتی تو براہ امتیاز آپ کے فرمائش کرتا۔ البتہ ستمبر میں مجھے آصف کا کط ملاتھا جس پر "آج" 80 کے عنقریب خط کی نوید تھی۔اور میں نے اس سے ضرور کہا تھا کہ ایک کاپی مجھے ضرور بھجوادے (یہ اس لیے کے زمانے سے آپ کا کوئی خط نہیں ملا تھا اور میں آپ کی خاموشی کو توڑنے کا بہانہ نہیں بننا چاہتا تھا۔) (آپ ہی نہیں ، مجھے بھی موصوف سے باقاعدہ الجھن ہونے لگی ہے۔ مجھے تو بعض اوقات اس بات پر کوفت ہوتی ہےکہ اگر ذہانت دینی تھی تو خدا نے کسی بہتر انسان کا انتخاب کیوں نہ کیا۔)

میں نے ترجمہ ڈرتے ڈرتے آپ کو بھیجا تھا کہ آپ اسےکبھی خرافات کی ذیل میں نہ ڈالیں۔ مجھے یہ اس لیے پسند تھا کہ اس میں عبارت ارائش سے عجیب نابک پن کے ساتھ بہتی نظر آئی، تاہم پُراثر ۔ اور میں نےیہ غلط نہیں لکھا کہ مجھے تو فور جیتی جاگتی عورت نظر آتی ہے۔ کمال ہے آپ کوبھی پسند آیا۔ اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ "آج" کے قاری کو افہام و تفہیم کی جملہ ۔۔۔ مہیا کر دی جائیں تو بڑے شوق سے انگریزی عنوان دیدیجئے۔ (اردو عنوان پر ستارہ جاکر نیچے فٹ فوٹ میں صاف اتنا درج کردیں “The Year of the Circassian” میں نے "عام زن جرکسی" کچھ سوچ سمجھ کر ہی رکھا تھا۔ اس میں تقالت کے باوجود عنائیت ہے۔ دیگر متراء فات سے کھِل کھال کر ہی اس عنوان کو اختیار کیا تھا۔ لیکن آپ نے جو تجویز پیش کی ہے مجھے اس سے اتفاق ہے اور فرمائیے!!

اگر سید محمد کا ظم اصل عربی سے ترجمے کے حتمی ہیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اُن کی کیا مدد کروں ۔ میں نے 20 سال سے اصل عربی میں عصری ادب نہیں پڑھا(وقت ہی نہی) ۔ چناچہ عربی متن کے مجموعہ نہ میرے پاس میں نہ یہاں کسی دکان میں دستاب ہوتےہیں۔ میرا خیال ہے اس کی کتابیں پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں ضرور ہونی چاہئیں۔ ایک صورت یہ ہوسکتی ہےکہ اگر کاظم صاحب کو پہلے سے کسی افسانے کا علم تو مجھے مصنف کا نام اور افسانے کا عنوان لکھ بھیجیں۔ میں یہاں یونی ورسٹی لائبریری میں جاکر دیکھوں گا ۔ کتاب مل گئی تو معلقہ صفوں کی فوٹو کاپی بنا کر بھیجدوں گا۔ میرے پاس جو دو ایک Collections ہیں وہ انگریزی تراجم کے ہیں۔ بہرحال آپ ان سے وضاحت کےلیے کہہ دیکھیے۔

بھائی "جاتی چیزیں" آپ ہی کےلیے ہوگا۔ پہلے لکھ تولوں ۔ آپ خود "امیدوار" لکھ کر شرمندہ کر رہے ہیں۔ میری خوش نصیبی ہےکہ آپ بغیر دیکھے ہی دام لگا رہےہیں۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو مجھ پر اعتماد ہے اور یہ بات میرےلیے باعث تسکین ہے۔ اور اس بار یہ وعدہ ہےکہ پہلے آپ کے پرچے میں اور بعد میں کہیں اور چھپے گا۔

جی ہاں"تاریک گلی" آگیا ہے، اور اچھا خاصہ چھپا ہے۔ بس ایک قباحت ہے: آپ کے مکتنے سے نہیں شائع ہوا۔ یہ اس کے باوجود کہ مجھے اس کی باقاعدہ رائلٹی بھی ملے گی۔ (انتظار کی انگریزی کتاب کے ان لوگوں نے 7 ہزار کے قریب دیے تھے) یہ میں اس لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ کے ہاتھوں چھپنے کی لذت کچھ اور ہوتی ۔ میں ان دنوں جو بھاڑ جھونک رہا ہوں اس کا اندازہ میرے بعد اس وقت ہوگا جب لوگ اردو کو بصری زبان بنانے کی کوشش کریں گے۔ چناچہ مجھے اپنی زندگی میں چند فاریوںکی ضرورت نہیں۔ اور یہ کہیں گئے نہیں۔ یعنی مجھے اپنی کتابوں کے ہاتھوں ہاتھ بکنے کی توقع نہیں۔ (بک جائیں تو کوئی مضائقہ بھی نہی۔) اور ان اسے پیسہ کمانے کی آرزو کبھی نہیں رہی۔

اب میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں ۔ میں ادھر علامات کے دوران ایک منصوبہ بنا بیٹھا ۔ ترجموں کی ایک اور کتاب ،جس میں 99 فیصد فکشن کے تراجم ہوں گے۔ تفصیل : کنڈیرا کے ناولوں کے دوباب جو آپ نے چھاپے تھے بے الوف کا یہ باب ! دوباب سوثرے نیتن کے Career Ward کے: امی تا وگھوش کے تازہ ناول The Shadow livesکے 3 بے حد Procreative اعتباسات: اور شہلا ھاڑی کی منع پر کتاب Law of Desire سے عروش خائم کا انٹرویو یہ ساری چیزیں میں نے پچھلے ماہ ترجمہ کرلی ہیں (انٹرویو خاص زینت کےلیے ترجمہ کیا ہے) اور اب کمپیوٹر پر چڑھا رہا ہوں ۔ ضرورت پڑی تو اس میں لیلیٰ بعلبلی والا افسانہ بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ کتاب کا نام ہوگا "مباشرت" ٹائیٹل بھی سوچ لیا ہے۔ شروع اور آخر میں فرخے زاد کی دو نظیر اصل فارسی میں ہوں گی۔ سب ملا کر 200 صفحات ۔

یعنی کتاب بھی سنگ میل سے چھپ سکتی ہے اور اس کے پیسے بھی مل سکتے ہیں لیکن آپ یہ بتائیے کہ آپ کو اس میں دل چسپی ہے؟ "آوارگی" کے ساتھ جو ہوا فروری نہیں کہ میری ہر کتاب کے ساتھ ہو۔ پھر آپ کا اس میں کوئی حضور بھی نہیں تھا۔ آپ نے ہر کتاب اور پرچا بے حد سلیقے سے چھاپا پے۔ اگر یہ اتنے سلیقے چھپ جائے بنتے سلیقے سے"آج" کا تازہ شمارا چھپا ہے تو مجھے اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہیے ۔ اگر آپ کو "تاریک گلی" میں الفاظ کا سائز پسند ہے تو اسی پر تیار کر سکتا ہوں۔ (میں ان دنوں ایک اور پروگرام حاصل کرنےکی فکر میں ہوں۔ اگر وہ تسلی بخش نکلا تو پوری کتاب از سر نو اس پر تیار کر لوں گا۔) اگر آپ کو کتاب میں دل چسپی نہیں لیکن ترجموں میں ہے۔ تو میں یہ آپ کوبھیج سکتا ہوں ۔

آپ نے آج "کے لیے جو ورڈ پروسسیر استعمال کیا ہے، وہ ایپل /میکن ٹاش پر استعمال ہوتا ہے یا IBM پر؟ اگر موخر الذکر یہ ہو سکتا ہو تو کیا اس کی ڈسکٹس اور ترکیب استعمال مل سکتی ہے؟

آپ خوش قسمت ہیں کہ زینت آپ کی قسمت میں آئی۔ اس سے زیادہ کہنا فضول ہوگا۔ Cherish her وہ یہاں فری تعلیم کے لیے آنا چاہتی ہیں۔ اگر آئیں تو آپ بھی ساتھ ہوں گے؟

آپ کا

محمد عمران

27 دسمبر 89 ء

برادرم۔

میرا 27 نومبر والا خط ملا ہوگا۔ آپ کے والد صاحب کےپتے پر بھیجا تھا۔ اس میں ایک ترجمہ بھی رکھ دیا تھا۔ اس کے دودن بعد سید عارف کا خط آیا کہ وہ لاژ ۔۔۔" کو "جواز" کی دسمبر جنوری کی اشاعت میرٹ مل کر رہے ہیں۔ میں نے افسانہ وارث علوی کو پڑھنے کے لیے بھیجا تھا۔ انھوں نے بعد میں سید عارف کے حوالے کردیا ۔ میں نے سوچا کہ قبل اس کے کہ آپ "جواز" میں دیکھیں، خود ہی کیوں نہ مطلع کردوں۔ امید ہے یہ بات اف نے کی "آج " میں اشاعت کی راہ میں مانع نہیں ہوگی۔

"تاریک گلی" سنگ میل دالوں نے چھاپ دیا ہے۔

میں نےپچھلے دنوں چند اور تراجم بھی کیےہیں۔

امید ہے آپ بہ خیریت ہوں گے۔

والسلام

آپ کا

محمد عمران

"آج" کی کتابت کے واسطے جو ورڈ پروسسیر استعمال کیا ہے ، اس کے بارے میں کچھ بتائیے۔

27 نومبر

برادرم اجمل کمال صاحب

آپ کا خط ملا۔ اس میں تو آپ نے باقائدہ خوش خبری سنائی ہے۔ "کولاڑ۔۔۔" کو آپ کے پرچے ہی میں چھپنا چہیے تھا ( اور اب جس الزام کے ساتھ چھپنا چاہیے ، چھپے گا)۔اگر معلوم ہوتا کہ آپ پر چانکال رہے ہیں تو آپ کو اشاعت گذارش اور فرمائش کے ساتھ بھیجتا ۔ لیکن سہیل احمد نے مانگ لیا اور وہ بھی بڑے جوش کے ساتھ ۔ اور میں زبان دے بیٹھا ۔ اس افسانے کو جو جو ہ جلد چھپ جانا چاہیے تھا۔ میں مروت میں مارا گیا ۔ اس واقعے سے میں نے سبق سیکھ لیا ہے۔ آدمی کو تھوڑا سا ظالم بھی ہونا چاہیے؛ اور مجھ سے کچھ کم سادا لوح ۔ افسوس کہ سہیل احمد نے درادہ بدل دینے کی اطلاع تک نہ دی خیر۔۔۔ چلیے اب یہ بہتر طور پر اوقاف کے الزام اور املا کی درستگی کے ساتھ چھپے گا۔

میں اپنے افسانوں کا مجموعہ" سنگ میل" والوں کو دے آیا تھا اور نیاز احمد نے فروری میں لیا ۔۔کا خوری اعلان فرمار یا تھا ۔ اب نومبر بھی دم بلب ہے۔ کاش آپ کے حالات بہتر ہوتے تو دربدری بے توقیری ، اور ناز برادری سے نجات مل جاتی۔

خیر الدین اور صاحب سے میرے اچھے خاصے تعلقات ہیں اور اکثر خط و کتابت رہتی ہے۔ سہیل احمد کے سکوت سے تنگ آکر انھوں نے اپنا مضمون میرے ہاتھوں "نیادور" کے لیے بھجوایا تھا۔ کچھ پھلا بھی لیا تھا۔ عنوان: "خاطر معصوم" میں نے پڑھا ہے۔ اردو شاعری میں عورت کی جنیت کے موضوع پر اس سے بہتر کوئی اور مضمون میری نظر سے نہیں گذرا۔ الغرض ، نئے "نیا دور " میں یہ شامل نہیں۔ چناچہ اب یہ مزید توسیع شدہ شکل میں آصف کے ابا انجمن سے شائع کر رہے ہیں۔ اس بیچ میں جالبی صاحب نےا گلے "نیا دور" مین خیر الدین احمد کا گوشہ شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے، جس میں اس مضمون کے علاوہ خیر کی کئی پرانی اور کئی بالکمل نئی کہانیاں بھی ہوں گی۔ وہ شاید دسمبر جنوری میں پاک وہند کے بے نکلنے والے ہیں۔ اس بیچ میں ان کا خط آگیا تو آپ کا پتا لکھ بھیجوں گا۔ بصورت دیگر آپ ان سے خود رابطہ قائم کر لیجیے گا۔ آصف کو اُن کی آمد کی خبر ضروری ہو جائے گی۔ آپ ان سے پرچے کے لیے کوئی کہانی مانگیے گا۔ دسمبر میں فاروق حسن (کینڈا) بھی وہاں آرہے ہیں۔ انھوں نے مارکز کے کسی ناولٹ کا ترجمہ کیا ہے جو سلیم دریا فن برسوں سے لیے بیٹھے ہیں۔ وہ تنگ آگئے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو اس سلسلے میں ان سے بات کر لیجئے گا۔ تین انہیں آپ کا پتا بھیج رہاہوں۔

زینت کا خط مل گیا تھا اور میں نے آپ کے نئے پتےپر اس کا جواب بھی دیدیا ہے۔ افسوس آپ نے اس بار بھی نہیں لکھا کہ آصف نے آُ کی شادی کی تصویر یں پہنچادیں یا نہیں میں اس خط کے ساتھ "کولاڑ۔۔۔" کا غلط نامہ اور تصحیح نامہ بھیج رہا ہوں۔ نہ صرف یہ بلکہ امین مالوف کے ناول کے ایک باب کا ترجمہ بھی جو میں نے خاص آپ کے پرچے کے اجرا پر اپنی مدت اور تشکر کے اظہار کےلیے کیا ہے؛ لیکن مجھے اس پر اصرار نہیں کہ آپ اسے ضرور چھاپیں۔ یہ فیصلہ آپ اس کا حسن و تبع دیکھ کر خود کیجیے گا۔ اگر اشاعت کے قابل ہو تو آپ اسے بھی مارچ کی اشاعت میں شامل کرلیں۔

دوسرے افسانے کا عنوان غیر مسعود کےکہنے پراب صرف "جاتی چیزیں" کر لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے ، اور بجا کہنا ہے، کہ جاتی چیزوں میں دکھ کا مفہوم مخفی ہوتا ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اس مکمل کرنے کی ذرا تحریک نہیں ہوتی ۔ بلکہ مجھے تو لگتا ہے کہ شاید پیر جان بوجھ کر اسے لکھنے سے گریز کر رہا ہوں اور صرف ذہن میں لذت کے جیب ، بے حد جاندار احساس کے ساتھ اس کی پرورش کے جارہا ہوں۔ بعض اوقات محسوس ہوتا ہےکہ یہ صرف میرے لیےہی ہے۔ دیکھیے کب مکمل ہوتا ہے۔ جب بھی ہوا۔ پہلے آپ ہی کو ھوا بدید کےلیے بھیجوں گا اور آپ کا جواب آجانے پر کہیں اور

مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہونے والا ہے ۔ جنوری میں ایک بار پھر Stress test ہوگا۔ آرٹری میں radio – active سیال ڈال کر images لی جائیں گی۔ اُن سے پنا چکے تاکہ آرٹری نیوز کُھلی ہوئی ہے یا پھر بندہونے لگی ہے۔ مؤخر الذکر صورت میں شاید بائی پاس کروانا ہی پڑ جائے۔ دیدہ باید!

حضرت آپ کے انداز میں عجیب سے فاصلے کا احساس ہوا ۔ ممکن ہے یہ میری خام خیال ہو۔

زینت کو پیار۔

آپ کا

محمد عمران

18 اکتوبر 89 ء

بردرم اجمل کمال صاحب

کل "آج" اپنے نئے قالب میں ملا ۔ شکریہ آپ کے سلیقے اور نفاس کی جتی داد دی جائے ، کم ہی رہے گی۔ موجودہ شمار ے کو اردو ادب کے تناظر میں رکھ کر دیکھنا ، محض اس کے ایک امکان سے سروکار رکھنے کے مترادف ہوگا۔ یہ اس سے کہیں زیادہ او آگے کی چیز ہے۔ یہ تو مسئلہ وجود کی جملہ گونا گونی پروہ مبوط فکر ہے جس کے محض ایک گوئے میں پورا ادب سماجائے ۔ ملکی ، ملی انسانی، اور اسلامی آشوب سے پیدا شدہ ابتری میں یہ وہ اچانک اور بے پناہ نخلستان ہے جہاں سایہ بھی ہے اور دل نواز ، ٹھنڈی راحت کا احساس بھی اور ان سے بڑھ کر، امکان نمو بھی ۔ ڈھلواں زمین پر سبرعت عمودی پھلتے ہوئے، کہ جہاں نہ آگے پر قابو ہو، نہ پیچھے پر اختیار ، یہ پاہداری کا وہ اٹل لمحہ ہے جس میں ہر چیز اپنی دست رس اور اختیار میں معلوم ہوتی ہے۔ ماورایت کی یہ جیت شاید ادب ہی کا مقدم ہے۔ سچھ پوچھیے و اچھا ادب فنا میں بھی بقا کی کوئی نہ کوئی جیت دریافت کرلینا ہے۔ میں اس پر ہے کو دیکھ کر خود کو عجیب سی امید ، امن اور راحت کی کیفیت میں پاتا ہوں، جسیے سفر جاری رہے گا۔ یہ وہ احساس ہے جہاں ذات اور اس کی عنصری فنا بے قیمت ہوجاتی ہے۔ قابل مبارکباد ہے آپ اور آپ کے وہ سارے دوست جنہوں نے "آج" کی معافی آخر ینی میں شرکت کی۔

شعری حصہ پڑھ لیا ہے۔ اسد ، افضال ، ذی شان، نسرین انجم اور سعید الدین کے ہوتے ہوئے اردو ادب کو کچھ نہیں ہوگیا ہے۔ افضال کو سنبھال کے رکھیے گا۔ وہ ہمارا قومی ورثہ ہے۔ اس نے تو بھئی کمال کر دیا۔ میں اس کی مدت نظر اور لہجے کی حزینہ شائستگی پر گھنٹوں سراختیار ہرہا۔ اسے میری محبت اور سلام پہنچے ۔ فرخ زار کی "آفتاب کی ۔۔" خو ومیری پسندیدہ ترین نظموں مٰں سے ہے۔ نیر مسعود نے بے مثال ترجمہ کیا ہے۔ اس کی عنایت اس کا آصف ۔ ایک سنسناتے سرور کی کیفیت ہے، میرے عزیز ۔ ہاں انہوں نے "مرا بخواہ درشبان دیر پا" کا ترجمہ "مجھ کو اب شب فراق کے ستم میں مبتلا نہ کر" کر کے اصل کی لطیف جنسیت کہ دبے دبے سے روایتی شکوے میں تبدیل کر دیا ہے، جس کا ، بہرحال اپنا الگ لطف ہے، مزہ اور جو باس۔ (ایسے مری فارسی دانی بھی طفلا نہ اور بکتی سی ہے، چناچہ غیر مستند اور کم کم لائق ۔۔۔)

میں نے آپ کی شادی کے موقع پر جو تصویر یں کھینچی تھیں، آصف کے ہمراہ بھجوا دی تھیں۔ ملی ہوں گی۔ میں نے آپ کے آخری خط کا جواب بھی وئی کو وصولیا بی کے اگلے دن ۔۔۔ بھیج دیا تھا ۔ آُ کی طویل خاموشی کو دیکھتے ہوئے، جو نہوز جاری ہے، بار بار اس طرف خیال جاتا ہے کہ شاید میرا خط آپ کو نہ ملا ہو۔ ایک موہوم سا ٹائف بھی ہے کہ اگر ایسا ہے تو نہ جانے آ پ کیا سوچتے ہوں گے۔ آپ کے خط میں ایک سوال تھا اور میرے والے میں اس کا جواب بحرحال ۔

2 اکتوبر کو مجھے ہسپتال میں داخل ہو نا پڑگیا ۔ وہی عارضی قلب ۔ بائی پاس کا مشورہ دیا گیا ۔ میں نے بوجوہ منع کردیا ۔ چناچہ 4 کو اس کے بجائے angioplasty کی گئی۔ 4 ، 6 روز کے بعد رہا کر دیا گیا۔ کسی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔میں نے چند ماہ ہوئے ایک افسانہ لکھنا شروع کیا تھا (جاتی چیزوں کا دکھ) جو 'بوجوہ، مکمل نہ ہوسکا ۔ یہ سب کچھ جو ہورہا ہے، شاید اسی کی یاداشت میںہو۔ تفنن ، اب ظاہر ہے، صرف ہمارے حصے ہی میں نہیں آیا ۔

زینت کو پیار۔

امید ہے آپ بخیر خوبی ہوں گے۔ پرچہ بھیجنے کا ایک بار پھر شکریہ ، دسمبر والا بھی اس متعدی سے بھیجے گا۔

والسلام

آپ کا

محمد عمران

24 جولائی 89 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

19 کو جو خط بھیجا تھا، ملا ہوگا۔ اس درمیاں میں نے " جاتی چیزیں" ہر نظر ثالث درابع بھی کر ڈالی ۔ ابتدائیے کو تقریباً مکمل بدل دیا ہے۔ اور اصل حصے میں بھی کانٹ پھانٹ کی ہے، لیکن معمولی سی ، حضرت آپ ایک بار پھر دیکھ لیں۔ اگر ضرورت پڑی تو میں مزید کانٹ چھانٹ کے لیے تیار ہوں۔

دوباتیں: صفحہ 10 پر وہ ٹیلی فون مکالمہ (خود کلامیہ) "ایک خوف زدہ سی رومن کیتھ لک لڑکی تھی۔۔۔" سے شروع ہوتا ہے ۔ اسے بہ نظر غائر دیکھیں۔ کیا یہ بہت زیادہ پر تضع اور بناوی تو نہیں لگ رہا؟ میں نے تھوڑی سی ترمیم کی ہے لیکن خود فیصلہ نہیں کر پارہا۔ اگر اس پورے ٹکڑے کو نکال دیں تو؟

دوسرے یہ کہ پہلے اور دوسرے ورژن میں 11 اکتوبر والے خط میں یہ جملہ "میں جس رعنائی کی متلاشی ہوں ، پس کاگھر آگیا ہے۔ " مجھے بے معنی اور مخل محسوس ہوا چناچہ نکال دیا ہے۔ میں دراصل جس احساس کو Capture کرنے کی جستجو میں ہوں، ہاتھ نہں آرہا۔ آپ ذرا دیکھ لیں کہ یہ جملہ نکال دینے سے جھول تو نہیں پڑ رہا۔

میں نے دونوں ورژن نیر مسعود کو بھیجے تھے۔ اس دوران میں ان کا خط بھی ملا ۔ افسانے سے متعلق حصہ آپ کےلیے ملفوف ہے۔ وہ بڑی حد تک اس افسانے کو اسی طرح پڑھ سکے ہیں جس طرح میں چاہتا تھا کہ یہ پڑھا جائے۔ لیکن وہ محبت کرنے والے بامروت آدمی ہیں۔ انھوں نے کسی مقام پر اپنی اطمینانی کا اظہار نہیں کیا۔ خیر یہی کیا کم ہےکہ انھوں نےا س کوشش کو اتنی عرق ریزی او ر باریک بینی کے ساتھ پڑھا۔

ایک اور چیز بھی ملفوف ہے۔ رام لعل نے "حرف شیریں" کے نام سے ایک کتاب چھاپی ہے جس میں ان کے نام مشایر کے خطوط شامل ہیں ۔ فراق صاحب کا یہ خط نہ صرف آپ کے تفنن کا باعث بنے گا بلکہ باعث عبرت بھی ہوگا۔ مشرق کے ساتھ انگ ، کاذکر خاص طور پر کیا جاتا ہے۔ مجھے تو یہ دشمنوں کی اڑائی ہوئی افواہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ خط کم از کم میں کچھ بتاتا ہے۔

والسلام

آپ کا

محمد عمران

9 مئی 1989 ء

برادرم اجمل کمال صاحب۔

کل آپ کا 28 اپریل کا نوشتہ ملا ۔ ایک لایعنی ، کو کھ چلے اضطراب کا دور ختم ہوا۔ آپ کو کہانی پسند آئی، یہ آچھا ہوا۔ میں نے وارث علوی کوبھی اس کی نقل بھیجی تھی۔ انہوں نے تو اسے اتنا پسند کیا کہ اس کے مختلف پہلو ؤں پر باقائدہ ڈیڑھ صفحے کا بہت نکتہ ریز قسم کا تبصرہ کر ڈالا ۔ ایک لحاظ سے اب میں اسکی اشاعت سے بے نیاز ہوگیا ہوں۔ آپ نے اس ایک کہانی پر مستقبل کے جانے کتنے گداز، لحاظ نا منصوبوں اور توقعات کا بوجھ لاد دیا ہے! "مستقل رجعت" ، "مستقبل قریب میں ناول۔۔" نہں بھائی، میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ۔ میری زندگی اتنی منتشر ہے کہ اس قسم کے کاموں کے لیے خود کو یکجا کرنا کا دارو معلوم ہوتا ہے۔ ابلتہ دوباتیں ہیں: اس کہانی کو لکھنے کے بعد مجھے اپنا مخصوص لب ولہجہ بل گیا ہے۔ زندگی کی تہ داری کو میں جس طرح محسوس کرتا ہوں ، اس کے لیے یہ طرز جس میں نثرکی مختلف اضاف کو نکشن اور گیر فکشن بیک وقت برتا جا سکے ، نہایت موزوں ہے۔ چناچہ طرز کا مسئلہ 50 سال کی عمر کو پہنچتے پہنچتے ، صاف ہوگیا ہے۔ دوسری بات: اس کو لکھنے کے بعد ایک ماہ تک مزید اف نوں کے خاکے ذہن میں بننے لگے۔ جن سے میں خاصا پریشان ہوگیا۔ خیالات کی فراوانی کی میں نے ان کی اوزانی پ رمحمول کیا؟ انہیں اپنے سے دو ر رکھنے کی کوشش کی، چناچہ اب دفاع کا اتھلا پن ، جس میں میری عافیت ہے، اور شاید میرے تاری کی بھی ، معمول پر آگیا ہے۔

حضرت ، آپ کا خط 4 ، 5 روز پہلے آجاتا تو ہلکی سی شرمندگی کا جو یہ احساس اب ہورہا ہے، اس سے بچ جاتا۔ میں نے یہ افسانہ آپ کو بالکل ااس طرح بھیجا تھا جسطرح اپنے سے قریب کسی شخص کو اپنے راز میں شریک کرتےہیں۔ مجھے آپ کے اشاعتی عزائم کا علم نہیں تھا۔ ورنہ اس ک و بھیجتے وقت زاویہ نظر کو بدل لیتا۔ الفصہ، سہیل احمد خان نے پچھلے نومبر میں مجھے لکھا تھا کہ "محراب" نکلنے والا ہے کچھ بھیجنا ہوتو بھیجدو۔ میں نے معذرت کرلی، کچھ تھا ہی نہیں۔ جنوری میں اندازہ ہواکہ میں بس اب نکلا ہی چاہتا ہے۔ جب یہ افسانہ ہوگیا تو انہں بیھد یا ۔ ایک مرحوم سا خیال تھا کہ شاید ابھی وقت ہو۔ نہو تو میں لکھدیا تھا کہ"نیادور" کو بھیجدیں۔ چار پانچ روز ہوئے ان کا خط ملا کہ افسانہ انہیں بہت "زوردار" لگا ہے او ر انہوں نے "محراب" کو روک دیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں انہیں دوتین جملے حذف کرنے کی اجازت دیدوں تاکہ ہرچہ rdasseکردیں ۔ جملے وہی ہیں جن میں آنحضرت کو سب وشتم کرنے والے شہادت کو حریص عیسائیوں کا ذکر آیا ہے۔ الغرض میں نے دو دن ہوئے انہیں اجازت نامہ بھیجدیا ہے۔ مجھے نہیں بھی آئی۔ افسانے میں سینئر شپ کا ذکر آیا ہے۔ پتا نہں سہیل نے اس تضاد کو محسوس کیا بھی یا نہیں۔ اگر آپ اسے "آج" میں ان تمام بیساکھیوں اور علتوں کے باوصف ، شائع کرنا چاہیں تو میں ظاہر ہے آپ کا شکر گذاری ہوں گا۔ اول تو ہمارے یہاں ادبی پرچوں کا سر کو پیش ہی کتنا ہوتا ہے۔ پھر "آج" کے نکلتے نکلتے "محراب " قدرے پرانا ہوچکا ہوگا۔ ذاتی طور پر اس میں سے آپ وہ جملے نہیں حذف کریں گے جن سے سہیل کو نقص امن کا خدشہ ہے۔ پھر یہی کہ آپ کتابت کی صحت کا جتنا خیال رکھیں گے۔ کوئی اور کیا رکھے گا۔ آخر ، چیز میرا خیا ل ہے، ٹھیک ٹھاک ہی ہے شاید بار بار چھپنے میں کوئی حرج نہ ہو۔ لیجئے میں نے تو باقاعدہ سفارش بلکہ فت سماجت شروع کردی ۔ اب دیکھے کیا اب بھی آپ کو اس کی ایک اور نقل چاہیے اگر ہاں ، تو متن کسی سائز کا ہو؟ (اور پرنٹ آئوٹ کیوں چاہیے؟ کیا "آج" کی کتابت نہں کروا رہے؟)

ترجمے کی پہلی کتاب اب کہیں جاکر وشنگٹن کے 3 continents Press نے قبول کرلی ہے۔ Penguin والی کا معاملہ ، البتہ گھٹائی میں پڑگیا ہے۔ یا تو یہ لوگ مجھ سے زیادہ قرار تھے، یا اب فروری سے بلی تاف کر سوگئے ہیں۔ جنوری میں میں نے معاہدے کےلیے لکھا ۔ فوراً اپنی شرائط لکھ بھیجیں کہ اگر مجھے منظور ہوں تو معاہدہ بھیجی میں نےایک دوشرائط کے بارے میں کچھ وضاحت طلب کی، تبھی سے ان کا جواب نہیں آیا۔ پتانہیں کیا چکر ہے۔ الغرض میں نے تراجم مکمل کر لیے ہیں۔ جواب آئے اور معاہدے پر دستخط ہوجائیں تو پھر تعارف لکھوں۔ اگر آپ کو اس کےمشمولات سے دل چسپی ہو تو بتائیں۔ اگلے خط میں لکھ بھیجوں گا۔

لاہور میں ریاض نے "آوارگی" کے سلسلے میں کافی گرمی دکھائی تھی۔ خداجانے ۔میں نےپچھلے ماہ اسے خط لکھ کر پوچھا ہےکہ اگر بخار ابھی نہ اُترا ہو تو بتائے۔ میں کتاب کی reformatting شروع کردوں۔ 5،4 ماہ مجھے لگ جائیں گے۔ خود ریاض کے یہاں سے کوئی کتاب کب وقت پر چھپی ہے۔ آپ مطمئن رہیں۔ مجھے امید نہیں کہ وہ چھاپیں ، یا اگر چھاپ بھی دیں تو دسمبر 1990 سےپہلے آجائے ۔ "زوال " کے ترجمے پر ان لوگوں نے 3 سال سے زائد لگا دیے تھے۔

"قید" میں نے لاہور ہی میں خرید کر پڑھ لی تھی۔ اس طویل خطبے نے مجھے بھی کافی بد مزہ کیا۔ کچھ سننی بازی کا عنصر بھی درآیا ہے۔ بعض حصے تو sheer poetry میں۔۔۔"غلاب کا توتا "مجھے بھی بہت پسند ہے۔ اس کا ایک حصہ تو لاجواب ہے۔ ضرور ترجمہ کیجیے ۔ گو یہ آسان نہ ہوگا۔

آپ نے انڈرسٹریل انجنیئرنگ والوں کو دیکھا یا ٹھاکہ آپ کی فائل Reactivate کر دیں؟ خدا کرے آپ کا داخلہ ہوجائے!۔۔۔ واپسی کے ارادے کا تو پتا نہیں۔ لیکن اس ملک میں رہنا دن بدن "زندہ درگور" ہوتا جا رہا ہے۔ الجھن ، غصہ ، برہمی، اپنے کو بھجوڑ نے کی کیفیت ۔ ان کی بہرحال ، فراوانی ہے۔ کبھی کبھی مریا جی چاہتا ہے، زینت ، ۔۔۔ اور میں مل کر طویل صحبتیں کریں۔ بہر حال ، یہ ایک خواب ہے، اس کا شرمندہ تعبیر ہونا شرط نہیں۔ یہی کیا کم ہے کہ ابھی تک خواب نہیں نا حق سلب نہیں ہوا۔ میری طرف سے زینت کو پیار۔

مجھے بھی آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔ مخلص

محمد عمران

9 مارچ 89 ء

برادرم

توقع ہے کہ آپ زناف مسلسل یا حجلہ عروسی سے اب تک صحیح سلامت نکل آئے ہوں گے۔ میں 2 2 جنوری کو تتر بتر یہاں واپس پہنچ گیا تھا۔ بیماری نے وہاں کا سارا قیام تو خیر باد کر دیا تھا۔ یہاں بھی 3 ہفتے تک جان نہ چھوڑی ۔

میں تو یہ سوچ کر نکلا تھاکہ وہاں آپ سے گھنٹوں تنہائی میں ملاقاتیں رہیں گی۔ صرف آپ اور میں ہوں گے۔ اور ہمارا برا بھلا جنون ۔ لیکن راوی ہر نہ آپ کا بس چلتا ہے۔ نہ میرا کسی ایسے ہی موقع کی مناسبت سے سار ترنے اپنا وہ مشہور جملہ کہا تھا: Hell is other people الغرض دل کی دل میں رہ گئی ۔ اور اب تو زینت بھی سامجھےدار ہوگئی ہیں۔ یہ بٹی ہوئی زندگیاں! میں پھر تنہائی کی طرف رجعت کر رہا ہوں۔ آدمی اس ازلی ابدی صداقت کو ہر نئی محبت کے لمحے میں فراموش کر دیتا ہے۔ صرف غالب ہی اس کلیے سے خارج ہیں۔ اس مرد مستند کو تو لمحہ وصل میں بھی فراموشی کا دورہ نہ پڑ سکا: وہی: خوش ہوتے ہیں میں پر صول میں یوں مر نہیں جاتے آئی شب ہوا ں کی تمنا مرے آگے۔

بڑے اتفاقی طور پر ، پورے 21 سال کے بعد میرے پہلے پھر ولادت ہوئی ہے۔ یعنی بیٹھے بٹھائے ایک افسانہ لکھ ڈالا ہے۔ اس کی "ہیشت" ایسی ہے کہ اس پر افسانہ کا اطلاق بہ تکلف یا بہ عنایت ہی ہو سکتا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ Feak یا Mutant جو میری رحم سے برآمد ہوا ہے۔ کیا بلا ہے؟ میرا آزار، میرا محبوب ، میرا بوجھ! لیکن اپنی اولاد کی طرح ، خواہ کامڑی بھیڑیں کیوں نہ ہو، عزیز ہے، تا آں کہ خود مجھ سے برگشتہ نہیں ہوجاتا ، کہ بالغ ہونے پر اولاد اپنی بلوغت کا اظہار بغاوت ہی سی کرتی ہے۔

بہرحال، چوںکہ آپ بھی عزیز ہیں، اور اتنے ہی مستند بھی ، آپ کو یہ "بدبٹتی" بھجوا رہا ہوں۔ کیا آپ پڑھنے کا وقت نکال سکیں گے؟ کیا اپنی بے کم و کاست راز لکھ بھیجنے کی زحمت گوارہ کریں گے؟ لہجے کی یہ رسیمات دانستہ ہیں، کہ گریز میں لطف کے علاوہ Perspective کو ۔۔۔۔کرنے کا امکان ہوتا ہے، جو زندگی اس کی حرارت ، اور نموک نشانی ہے۔ میں اکثر خوب بن تھن کر نکلتا ہوں، لیکن نمائش صرف اپنے لیےہی ہوتی ہے۔

بقیہ دوست احباب کن حالوں ہیں؟ کیا کچھ بیتی؟ آپ کیسے ہیں؟ زینت؟ محبت؟ ملازمت؟ ادب؟ اس کے تحائف؟ اس سے زیادہ اسکی تہمتیں؟ افضال سید۔ جو بار بار ملے، اور بار بار خاموش رہے؟ اسد محمد خاں ء جو صرف ایک بار ملے ، اتفاقی طور پر ؟

والسلام

میں نے ایک خط آپ کو لاہور سے لکھا تھا۔ ملاہوگا۔ آپ کا

آپ کا دورہ ہند کیسا رہا؟ محمد عمران

اُردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ

سارے جہاں میں دُہوم ہماری زباں کی ہے۔

16 جنوری 89 ء

برادرم اجمل کمال صاحب۔

"جواز" کا مطلوبہ شمارہ یہاں انتظار حسین کےپاس نکل آیا اور وہ میں نے لے بھی لیا ہے، چناچہ اب آپ اس کی تلاش نہ کریں۔ باقی چیزیں ۔ آپ بھجوا سکتے ہیں۔ آپ نے سید مسعود کے گراف نے کی فوٹو کاپی دینے کا وعدہ بھی کیا تھا۔

یہاں میں"سویرا" کے دفتر میں بیٹھا ہو اتھا تو ریاض نے " آوارگی" کا دوسرا ایڈیشن چھاپنے کا رادہ ظاہر کیا۔ میں نے کہا کہ اس سلسلے میں اجمل کمال سے بات کرنی ہوگی۔ تو کہنے آپ کا کیا خیال ہے؟ اس کا دوسرا ایڈیشن چھپنے چھپنے کم از کم ایک سال تو لگ ہی جائے گا۔ یعنی یہ اس وقت جب وہ غیر مستعدی دکھائیں۔ جس کا امکان کم ہے۔ مجھے لگتا ہےکہ ان کی رفتار کو دیکھتے ہوئے یہ کام دوسال سے کم میں تو کیا پورا ہوگا۔ اس وقت تک آپ اپنی اشاعت کی خاصی جلدیں ٹھکانے لگا چکے ہوں گے۔ بہرحال ، آخری فیصد آپ کا ہے۔

لاہور جس دن پہنچا ، جمیلہ ہاشمی کی پہلی برسی دھوم دھام سے پلٹیں میں منائی جاری تھی۔ شرکت تک کےلیے دہلی سے شمیم حنفی اور حیدرآباد سے جیلانی بانو کو بلوایا گیا تھا۔ اس نگاکے میں میری حیثیت عضو معطل یا، بلکہ، تابع مہل ، سے زیادہ نہیں رہی ۔ سرھد پار والوں ، پرعنامات کی بوچھار میں یا رلوگ سات سمندر پار والے کو پہچاننے کے منکر ہوگئے، جو قطعی متوقع امر تھا۔ اس سے کم از کم یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اپنی برن کا ئٹش کی دل جوئی کے لیے مجھے وقت کی وافر تعداد ، مل گئی۔ علالت کے سبب اسلام آباد نہیں جا رہا۔ آج ہی کراچی لوٹ رہا ہوں۔ روانگی 21 کو ہے۔

امید ہے آپ کا اور زینت کا سفر ہند خوش گوار رہا ہوگا۔ بمبئی میں کن کن سے ملاقات رہی؟

مذکراۃ : عبداللہ حسین کی نئی کتاب "قید" آگئی ہے۔ مجھے تو سینہ آگئی۔

والسلام

مخلص

محمد عمران

8 جنوری 89 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

"آوارگی" غالبا ابھی تک وارث علوی کو نہیں پہنچی ہے۔ میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کراچی سے خود بھیجدوں گا۔ جو موجودہ گہما گہمی کے سبب نہ ہوسکا ۔ اب آپ بمبئی جارہے ہیں۔ ایک جلد لیتے جائیے گا۔ وہیں سے براہ راست رجسٹری بک پوسٹ سے بھیجدیجئے گا۔ ان کا پتا یہ ہے:

Professor Waris Alvi

Syeda wada, Astodia

Ahmedabad

سنکر خط بھی سیچ میں رکھدیجئے گا۔ شکریہ۔

آپ کا

محمد عمران

28 نومبر 88 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

آپ کے 29 اکتوبر کے نوشتہ چند دن ہوئے ملا۔ آپ کا ایک جملہ ہے: "لیکن ایک دہائی سے زیادہ بربریت کے درمیاں رہنے کے بعد شاید جغرافیائی ہجرت بھی تسکن نہیں دے سکے گی۔ "یہ مسئلہ دراصل ایک خاص قسم کے ذہن اور حیست کا ہے۔ آپ اور شاید میں بھی ، ہر زمانے میں اور کسی بھی جگہ کسی نہ کسی تشدد کی آنچ محسوس کرتے رہیں گے۔ ہر چند کہ میں 1964 میں اتنا آزرہ خالص نہیں تا جتنے آج آپ ہیں۔ تاہم مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ میری اس ملک سے نبھنے کی نہیں۔ یہاں آکر بھی یہی محسوس ہوا۔ میں ہر جگہ اپنے بے ایک جہنم تراشنے کی "خائق" صلاحیت رکھتا ہوں۔ چناچہ اب کسی خط زمین اور عرصہ زماں سے لگا وٹ کو کم تر محسوس کرنے کے لیے تو منٹ زوہا ہوں۔

آپ کے خط میں کوئی جواب طلب بات نہیں ۔ بس آپ کا اکتایا ہوا لہجہ ہے۔ میں اس سے خوب واقف ہوں۔ اپنے سے بعض لوگ ضرور واقف ہوتے ہیں۔

زینت تو بس روانگی کےلیے پر تول رہی گی۔ بس آپ کے ہجر طویل کےدن پورے ہوئے۔

مسلمان شد ی کی کتاب یہاں فرروری میں نکلے گی۔ U.K میں نکل آئی ہے۔ ظاہر ہے میں نہیں لاپاؤں گا۔ اس کا ایک مختصر سا ٹکڑا حال ہی میں " بادیر" میں چھپا تھا۔ اسکی فی نقل بنوا کر ت آوں گا۔ بھئی۔ اب مجھے موصوف سے بھی الجھن ہونے لگی ہے۔ میرا خیال ہے یہ صحت کی نشانی ہے۔

یہاں کے تناظر میں، بہرحال، "بستی" کی ایک حیثیت ہے، الغرض وہ طول طویل "دیباچہ" اب کہیں جاکر ختم ہوا ہے۔ پر تسمہ پاک طرح سوار تھا۔Penguin (India) والوں نےمجھ سے اپریل ئی تک اور دو ران نوں کے انگریزی تراجم کا ایک انتخاب تیار کرنے کے لیے کہا ہے۔ حضرت آپ میری بہت سی باتوں کی جواب گول کر جاتے ہیں۔ خیر۔

مجھے نہیں معلوم کہ کراچی پہنچنے پر میرا پروگرام کیا ہوگا۔ فوری حیدرآباد جانا ہوگا یا چند دن کراچی ٹھرکر ۔ اگر آپ سے فون پر رابطہ قائم کیا جا سکتا ہو تو فون نمبر بھجوا دیں ۔ بہتر یہ ہوگا کہ مجھے حیدرآباد کے پتے پر لکھ بھیجیں۔ احتیاتی : میرے بھائی کا فون نمبر 30641 ہے۔

باقی منہ اعلاقات۔

مخلص

محمد عمران

10 اکتوبر 88 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

میں 5 جاپان سے لوٹا تو آپ کا 3 ستمبر کا خط منتظر ملا۔ ان دنوں گاوں سے ڈاک بڑی تا خیر کے ساتھ آ رہی ہے۔ آپ کا پچھلا خط جس میں بقیہ پروفس تھے مل گیا تھا۔ اور میں نے جاپان جانے سے کوئی ہفتہ بھر متبل ، یعنی 22 ستمبر کو اس کا جواب بھی لکھدیا تھا۔ یہ اب آپ کو مل گیا ہوگا اور آپ کو فکر کی اذیت سے نجاب مل گئی ہوگی۔

اردو کہانیوں کے ترجموں کی کتاب اسی پبلشر نے قبول کرلی تھی جس نے عبداللہ کے ترجموں کی کتاب چھاپی تھی۔ لیکن مجھے کیا سوجھی کہ Three Continents Press )واشنگٹن ) کو بھیجدی۔ یہ لوگ عربی، فارسی، ترکی کے جدید ادب کے کافی تراجم چھاپ چکےہیں۔ کافی بڑی فرم ہے اور ان کی distribution بھی کافی وسیع ہے۔ پھر بعض کتابوں کے سلسلے میں ان کا خامین سے معاہدہ بھی ہے۔ ان لوگوں کا رسیدہ خط گرچہ مختصر لیکن امید افزا ہے۔ انہیں لوگوں کو سامنے رکھ کر لمبا سا دیپاچہ لکھنا پڑا۔ ورنہ کنڈیا والے پبلشر کےلے بے حد مختصر سے دیباچے سے کام چل جاتا۔ نعیم صاحب دہلی میں پینگوئن والوں کو متبنہ کر آئے تھے۔ اگر کتاب TCP والوں نے مسترد کردی تو پھر پینگوئن کو بھیجدوں گا۔ اگر قبول کرلی تو جو باقی مواد بچ رہا ہے اس سے ایک اور کتاب کھڑی کر کے پینگوئن کو بھیجدوں گا۔ موجودہ کتاب آمر دونوں جگہ سے مسترد ہوگئی تو پر اسی Canadian پبلشر سے رجوع کروں ۔

میں 26 دسمبر کی رات کراچی پہنچوں گا۔ دیپاچہ ساتھ لیتا آؤں گا۔ آپ پڑھ لیجیے گا۔ یہ بتائیے ، آپ ایک دو اردو کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کی حمت کریں ے؟ نوک ملک میں سنوار دوں گا۔ اگر اس سے زیادہ کام کرنا پڑا تو ترجمہ پر ہم دونوں کا نام ہوگا۔میرے انتخاب میں صرف 1947 کے بعد ادیب شامل ہیں۔ اگر آپ تیار ہوں تو اپنی دو ایک پسندیدہ کہانیوں کی نشاندہی کریں۔ میں پڑ ھ کر بتاؤں گا کہ ترجمہ شروع کریں یا نہیں۔

جاپانی جانے کے باعث اس دیبا چے کی نوشف میں تعطل آگیا جو میں بسی "کے انگریزی" ترجمے کے لیے لکھ رہا ہوں۔ ارے ہاں، اگر "بتی" کے حسن و قبع کے سے میں آپ میری راہنمائی کریں تو میرا دیپاچہ وقیع ہوجائے گا۔ لیکن اس سلسلے میں تھوڑی سی متعدی دکھانئ ہوگی۔ قطعی ڈرافٹ میں تو دوماہ لگ جائیں گے لیکن پہلا ڈرافٹ اسی ماہ مکمل کر کے بھیجنا ہے۔ اگر آپ اپنی مفصل رائے اور دیگر ملحوظات اس ماہ یا اگلے ماہ کے شروع تک بھجوادیں تو کیا خوب ہو! میں اس دیپاچے کا مسودی بھی ساتھ لتا آؤں گا۔

آپ جرنچ ضرو سیکھیں۔ یہ نیک کام ہے۔ اب کی ایک پوری دنیا اپنی رعنائی کے ساتھ وا ہوجائے گی۔ بسم اللہ ۔

آپ کے خط سے میں بھی کافی کنفیوز ہوگیا ہوں۔ میرا خیال ہےیہاں والوں کو آپ کو آپ کے انجینرنگ کے گریڈ پر اعتراض رہا ہوگا۔ لیکن اس صورت میں محترمہ بیدر کا یہ کہنا کہ اگلے سمسٹر گریڈز بتر لانے پر کاروائی دوبارہ شروع کی جا سکتی ہے یعنی بات ہے۔ ظاہر ہے آپ انجنرنگ تو اب ۔۔۔پڑھ نہیں رہے۔ ضرور دیکھیے ۔ موقع ملنے پر پھر پوچھ گچھ گروں گا اور اگر کوئی قابل ذکر انکشاف ہوا تو بتاؤں گا۔

مجھے نہیں معلوم کے قبلہ مظفر اقبال یہاں واپس آگئے ہیں یا نہیں۔ نہ ہی مجھے ان کے شب و روز کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کی کریدہے انہوں نے برسوں پہلے مجھ پر یہ فائر چھوڑا تھا کہ وہ آُ "آصف' اور اسد محمد خان کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔ اسی لیے میں نے ان کے بارے میں ہمیشہ ہی کچھ لکھنے سے اقراز کیا، مبادا میرے جذبات آپ لوگوں او ر ان کے درمیاں آجائیں ۔ بہرحال اب مجھے کچھ لکھنے میں قائل نہیں صاحب ، موصوف جہاں تک میری فکر سقیم اور طبع مذموم کا تعلق ہے، نہایت برخور غلط اور احسان فراموش واقع ہوئے ہیں۔ ایک ادائے خاطر سے ، یا بلکہ بڑی دل موہ لینے والی نوانیت سے ، وہ فی طب کو اپنے لیے پسندیدہ جذبات سے inundateکر دیتے ہیں۔ بڑی کریم ، بے ساختہ اور Spontascous نظر آتے ہیں لیکن یہ سب وقت کے ساتھ بڑا placed سا گنے لگتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے شدید عبقری ہونے کا زعم بھی ہے۔ انہوں نے فکری سلم پر بھی مجھے خاصہ مایوس کیا۔ ان کا جو نیا ناول آیا ہے وہ کسی سے لےکر پڑھا ۔ خاص کوفت ہوئی۔ جی چاہا پانچے ادھڑ دوں۔ اسی میں یہ اشتہار بھی نظر آیا کہ اب وہ سفر رجلاح پ ربھی ہاتھ صاف کرنے والے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ انہوں نے مامینیوں کی علاج پر فرانسیسی کتب کے انگریزی تراجم سے کچھ شدبد حامل کرلی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی شخص نمبر اصل عربی پڑھے علاج پر کیسے کام کر سکتا ہے۔ مجھے افسوس ہےکہ یہ سب لکھ دیا ۔ اگر آپ کو دل چسپی ہوتو کراچی میں ذکر اٹھائیے گا۔ میں مزید باتیں کر سکوں گا۔ لیکن میرا یہ منشا نہیں کہ میرے منفی تجربات آپ لوگوں کی دوستی کی راہ میں آئیں۔

پچھلے خط سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ آصف سے رابطہ قائم ہوچکا ہے۔

آپ نے دس بارہ کتابوں کی فہرست بنا کر بھیجنے کا لکھا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس قسم کی کتابوں کی فہرست بنائی جائے۔ آپ نے موضوعات کی قید رکھدی ہوتی تو کام نسبتاً آسان ہوجاتا۔ خیر میں نے اپنی بیوی سے ذکر کیا۔ وہ مجھ سے زیادہ پڑھی ہیں۔ مجھے تو پڑھنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ فرض ، ہم دونوں نے سر جوڑ کر جو فہرست بنائی ہے الگ کاغذ پر حاضر ہے۔ ان میں سے امی تا بھ گوش کا ناول The Circle of Reason میں بدیتا آپ کے یے لتا آؤں گا۔ اگر پڑھ چکے ہوں تو بتائیے گا۔ کوئی دوسری کتاب سہی ۔

میں مسلسل یہ کوشش کر رہا ہوں کہ "آوارگی" کا ذکر اب بیچ میں نہ آئے تو بہتر ہو۔ لیکن پیدائش اور مرگ دونوں کا کاروبار ان سامخات کی وقوع پذیر ی کے بعد بھی کیوز کچھ قدت تک گفٹ دیتا ہے۔ چناچہ ، یہ بتائیے ، آپ نے کتاب پروفیسر اور علی اور غلام محمد کو بھجوا دی تھی؟

باقی سب خیریت ہے یا خریت۔

"بستی" پر آپ کی "گراں قدر" رائے کا انتظار رہے گا۔

والسلام

آپ کا

محمد عمران

23 ستمبر 88 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

آپ کا 26 اگست کا خط خاصی تاخیر سے کوئی ہفتہ بھر پہلے ملا۔ ان دنوں ڈاک کا حال بڑا غیر یقینی ہو چلا ہے۔ بڑے بھائی نے حیدرآباد سے 15 اگست کو خط لکھا تھا وہ ڈاک خانے کی اسی تاریخ کی مہر کے باوجود یہاں ٹھیک 15 ستمبر کو پہنچا۔

افسانوں پر جس باریک بینی سے آپ نے اصلاح کی ہے اس کا شکریہ۔ زبان و بیان کے سلسلے میں آپ نے جو بات کہی ہے وہ بالکل مناسب ہے۔ مجھے خود بھی اس کا ہمیشہ احساس رہا ہے۔ میری اردو پہلے ہی بہت واجبی سی تھی۔ یہاں آکر تو اسکی مابلکل ستیاناس ہوگیا ہے۔ پھر میری طبیعت میں عجلت پسندی کا عنصر ضرورت سے کچھ زیادہ ہے۔ ادھر میرے مخصوص خالات اجاز ت نہیں دیتے کہ تحریر پر جناوت صرف کرنا چاہیے، کر سکوں ۔ اسی لیے میں طبعزاد چیز لکھتے ہوئے گھبراتا ہوں۔ عام طور پر میں اپنے ذہن میں کلباتے ہوئے تمام Sensation کو ان کی تمام Modalities کیساتھ کاغذ پر منتقل نہیں کر پاتا۔ حافظ بھی کم زور ہو چلا ہے۔ اور الفاظ کا سرمایہ و بہت ہی کم رہ گیا ہے۔ لیکن اگر کبھی میں نے کوئی معرکتہ الا درا و ناول افسانہ لکھ لیا تو اسے چند سال پاس رکھ کر مسلسل اس کی نوک پلک سنواروں گا۔ اور جب اس کی نثر سے مطمئن ہوجاوں گا۔ تبھی چھپنےکے لیے بھیجوں گا۔

آپ کو "چاندنی اور کفبیاں" پسند آیا۔ کمال ہے۔ یہ 17 سال پہلے جب "شب خون" میں چھپا تھا، کئی صاحب رائے قسم کے دوستوں نے یہ ائر قائم کیا کہ اس میں میں نے اپنی علمت کا رعب جمانے کی کوشش کی ہے۔ نفس مطلب راجی ساہے۔ ممکن ہے آپ کو اس لیے پسند آیا ہو کہ دوبارہ لکھتے ہوئے میں نے کافی کچھ حذف کر دیا ہے۔

ان دنوں آف پہلے آئے ہوئے ہیں۔ دوبار فون پر گفتو ہوچکی ہے۔ شاید 5، 6 ماہ میں ملاقات بھی ہوجائے۔ اب میرا دسمبر کے آخر میں پاکستان کا سفر تقریبا حتمی ہے۔ یہ دراصل بڑے بھائی کی عمر اور مسلسل بیماریوں کی وجہ سےہے۔ انہوں نے بار بار لکھا ہےکہ دس پندرہ دن ان کے ساتھ آکر حیدرآباد میں رہوں ۔

(ادھر ۔۔جو کچھ ہو رہا ہے اس کے پیش نظر حیدرآباد میں ٹھرنا دل گردے کا کام ہے۔ ) (حیدرآباد کے بارے میں آپ کی ریڈنگ کیا ہے؟ الکھیے گا۔ ۔ میں پھر مجھے لاہور اور اسلام آباد بھی جانا ہے۔ کراچی کےلیے بمشکل چند دن نکل سکیں گے لیکن ان کا زیادہ تر حصہ آپ کے ساتھ ہی نوازوں گا۔

اگلے ہفتے میں 5 روز کےلیے جاپان رہا ہوں۔ بیوی بھی ساتھ ہوں گی۔ ان کے بھانجے کی شادی ہے ۔ نعیم صاحب گشت لگا کر واپس آچکے ہیں۔

26 مئی 90 ء

اجمل کما ل صاحب

جولائی والا خط چند دن ہوئے ملا۔ کاش آپ کے سبھی خط اتنے مفصل ہوا کریں! سید صاحب کا تبصرہ بھیجنے کا شکریہ ۔ میں اسے کم از کم دس پندرہ دفع پڑح چکا ہوں۔ خیر اس سے چند خوش فہمیاں ضرور رفع ہوگئیں، لیکن ان کے چراغ پا ہونے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ میرے ان سے ایسے کرنی خاص تعلقات بھی نہیں۔ زندگی میں صرف ایک ہی بار انہیں دیکھا ہے۔ جنوری 1989 میں۔ آصف اور بعض دیگر اصحاب نے وقتا فوقتا ذکر کیا تھا کہ وہ میرا ذکر کیا تھا کہ وہ میرا ذکر خاصی شفقت سے کرتے ہیں۔ بہرحال ان کی تبصرے میں توازن مفقود ہے۔ انہوں نے میری پوری زندگی کو رگید دیا ہے اور میری اول موت کی پیش گوئی بھی کردی ہے۔ خیر ! لیکن ان کے لب و لہجے کی عدم خیالی ، بلک اس کا تعفن یری سمجھ سے بالا ہے۔ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ ممکن ہے انہوں نے اپنے بہت سے کر مفرکاؤں کو میرے افسانے کا ہدف تصور کیا ہو اور پھر ان کی Vindication کےلیے۔ ازخود ، مجھے بے اعتبار کرنے کا بیڑ اٹھایا ہو۔آپ کے خط سے اندازہ ہوا کہ وہ شاید میرے بارے میں اور میرے تراجم کے بارے میں گفتگو کرتےرہے ہیں۔ مضائقہ نہ ہو تو ذرا تفصیل سےلکھیے۔ یہ کم بینی اور بینی مجھے کافی اداس کر گئی ہے۔ انہیں باتوں سےمیری طبیعت متو ھش ہوجاتی ہے اور اردو میں کچھ کرنے سے بددل طاری ہونے لگتے ہے۔ پھر خیال آتا ہے کہ میرا سردار اردو سے ہے، ارد و دالوں سے نہیں ۔ میں چوچتا ہوں کہ اتنا دور ہوں اور دست نگر بھی نہیں ، وہاں ہوتا تو سید صاحب کی یہ افشانی سات پشتون کےلیے damn کرنے کےلیے کافی ہوتی ۔ تہیں نہ دکھانے کے قابل نہ رہتا۔ اور یہ اس وقت جب کہ میں نے اُن کا کچھ بگاڑ انہیں۔

لیکن میں کبھی نہ کبھی سید صاحب کا جواب دوں گاضرور ۔ لیکن شائستگی اور شرافت سے۔ او ر بلا واسطہ ، اگر آپ چاہیں تو میں باوضو کے ناول سے EMMA BEVARY’S EYESوالا باب ترجمہ کرنےکےلیے تیار ہوں۔ اسے مطر علی ۔۔کے نام ممنوں کیا جاسکتا ہے۔ کیوں نہ انضال ایک دو ابواب کا ترجمہ کریں۔ ایک آدھ کا آپ یا اینت ، اور اسی والے کا میں۔ اس سے ہم سب کا بھلا ہوگا۔ ایک ہی کتاب کو ترجمہ کرتے وقت ہم ایک دوسرے سے ترجمہ کرنے کی نزاکتوں کو سیکھ سکیں گے ۔ بہرحال۔

میں نے پچھلے خط میں "جاتی چیزیں " بھیجدیا تھا۔ ہفتہ عشرہ گذرنے پر پھر پڑھا تو میں اس کےپہلے حصہ کے بارے میں کسی قدر شک میں پڑ گیا ہوں (سید صاحب پڑھیں گے تو اور بھی سیخ پا ہوں گے) ۔ یہ افسانہ ابھی ۔۔۔قابل نہیں کہ چھپایا جائے۔ آپ بہ کمال معروفیت اور بے رحمی اسے پڑھیے اور رائے دیجئے ۔ جب ہم دنوں مطمئن ہوجائیں گے۔ تبھی چھپنے کا سوچیں لے۔ یہ میرا نازک ترین افسانہ ہے۔ اس کی تکنیک بھی بے حد complex ہے۔ میں نہیں چاہتاک ہ جلد بازی میں کوئی سقم رہ جائے۔

انتوں کے مضمون کی اصل طزف ہے۔ آپ پڑھ کر فوراً بتائیے کہ چھاپ سکتے ہیں یا نہیں۔ میں نے اس کا ترجمہ کر لیا ہے۔ بعض وضاحت طلب امور ابھی باقی ہیں کے آپ چھاپ رہے ہوں تو پھر صاف کردوں ۔ ساتھ ہی "مہ اش خانم" دوبارہ بھیج رہا ہوں۔ اس کا پہلا صفحہ کتاب کے پیش لفظ سے مقتس ہے۔ اصل تحریر صفحہ 2 سے شروع ہوتی ہے۔ دونوں چیزوں میں صفحوں کی ترتیب الٹ پلٹ ہوگئی ہے۔ آپ کو تھوڑی بہت زحمت ہوگی۔ جاپان میں ہماری بیوی کے گھر والوں کے پاس فوٹو اسٹیٹ کی مشین گھر ہی میں لگی ہوئی ہے۔ میں نے مہ اش خانم" کے ساتھ جو خط آُ کو اور زینت کو بھیجے تھے، اُن کی نقل بابنا لی تھی۔ ان خطوط کی نقل بھی بھیج رہا ہوں۔

میں خاصا مباہل واقع ہوا ہوں۔ مجھے Dimensions کا علم نہیں ۔میرے مقابلے میں آپ زیادہ باخبر ہیں۔ اور مجھ سے زیادہ پڑھے بھی ہیں۔ ۔۔۔آپ نے حنا پیلس والے پتے کے سلسلے میں خاصی روح فرسا خبر سفالا ہے۔ اب میں صرف والد صاحب والے پتے پر ہی آپ کو خط لکھا کروں گا۔ آپ پختے عرتے ہیں وہاں تجھو الیا کریں۔

We are a fairly stuck up breed!شاید یہی وجہ ہے کہ میں آپ جسیے شگفتہ مزاج اور تازہ دماغ نوجوانوں کی صحبت میں خود کو عین at home محسوس کرتا ہوں۔ اگلی نسل والوں کا تو ذکر کیا، مجھے تو اپنی نسل والے ادیب وغیرہ محض Dead wood محسوس ہوتے ہیں۔ ای صاحب، اب کیا کیا جائے، لوہوریوں کو Play fullness کا بحائے Bitterness نظر آئی۔ شاید ان کے سرپر پگڑی نہوز باقی ہے۔ (سید صاحب نے جہاں ٹھوکر کھائی ہے وہ وہاں کہ مجھ میں خود پر قہقہ لگانے کی پوری صلاحیت ہے۔) میں لاہور جاتا ہوں تو اکثر ان لوگوں کے درمیان غور کو بے حد تنہا محسوس کرتا ہوں۔ ہم اس دعوے کے ساتھ نکلے تھےکہ پچھلے نسل سے مختلف ہی۔ ہم اس نسل سے بالکل مختلف نہیں! یہ بڑا جان لیوا احساس ہے۔

میں نے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ اگر اسد محمد ۔۔کے پاس وقت نکل آئے تو افسانے کے بارے میں خط لکھیں۔ سید صاحب نے جو فرنٹل اٹیک کیا ہے، اس کے پیش نظر آپ خاں صاحب ہے اب باقاعدہ کجیے کتہ مجھے خط لکھیں کہ میرا ایمان اپنے سے اٹھنے نہ پائے۔

میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میرے چوتھے افسانے کا عنوان Native Hospitality -2 ہوگا۔ لیکن یہ افسانہ تیری افسانے سے پہلے لکھا جائے گا۔

سید صاحب کا جواب بہت آسان تھا۔ زاہد ڈار کو چاہیے تھا کہ کہتا : "جس ادب میں آپ جیسے بزرگ لکھ رہے ہوں، اس کو فی الحال تراجم ہی پر اکتفا کرنی پڑے گی، تاکہ نو آموزوں کی مشق جاری رہ سکے۔

IGI Novelکا ذکر میری نظر سے کچھ گذرا تھا۔ خُوشونت سنکھ کے “Delhi” کے بارے میں فاروقی صاحب کا خیال تھا کہ piece of junk مجھے اُن کی رائے سے ناول ہذا بغیر پڑھے ہی، سو فیصد اتفاق ہے۔ موصوف انگریزی ٹھیک ٹھاک لکھ لیتے ہیں لیکن ادیب کم اور صحافی زیادہ ہیں ۔ جو شخص فارسی اور اردو پر کامل دسرس رکھے بغیر اقبال کا ترجمہ کرنے بیٹھ جائے۔ قمض ایک بہروپیا ہی ہوسکتا ہے۔ خیر یہ تو میرا تعلب ہے۔ آپ غور ڈول ڈالیے اور غور پانی بر آمد کیجیے۔

میں ان دنوں بے حد اداس ہوں۔ سید صاحب کے رویے سے واقعی بڑی اذیت پہنچی ہے۔ ایک کی ض سے نہیں پہنچنی چاہیے تھی کہ دنیا میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ اذیت دراصل اس حقیقت کو قبول کرنے سے پہنچ رہی ہے۔

آپ جلد جواب دے رہے ہیں نا؟ اس وقت مجھے Moral support کی اسکی ضرورت ہے۔

آپ کا

محمد عمران

5 مئی 90 ء

اجمل کمال صاحب

میری قسمت میں شاید آپ کو آئے دن خط لکھنا ہی لکھا ہے۔ اور جب میں چاہتا ہوں کہ اس مشقت میں تخفیف کی کوئی صورت نکلے، تو محکمہ ڈاک میرے منصوبے میں کھنڈت ڈال دیتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آپ کا 5 اپریل کا خط ، جسے میں شہید ڈاک کر کے دو کلمے پڑھ چکا تھا ، ابھی ابھی تشریف لایا۔

گھوش کے تراجم ، آپ کا جب جی چاہے ، چھاپیں ، میں نے پرسوں والے خط میں اقباسات کا صل انگریزی متن بھیجدیا ہے۔ آپ ان ایک دو مقامات پر، جہاں مفہوم آپ کی رائے میں پوری طرح واضع نہیں ہوسکا ، اب دل کھول کر اپنی رائے دیں۔ میں منتظر ہوں۔

Euclidean Space کا ترجمہ "اقلید سی مکان" بالکل اطمینان بخش نہیں۔ میرے خیال میں ، جیومیٹری میں Space سے مراد surface یا سطح ہوتی ہے۔ اس میں ایک طرح کی موہومیت پائی جاتی ہے، جو "مکان" میں کہاں ۔ بہرحال اس سلسلے میں میری ذمہ داری ترجمے کے ساتھ ختم ہوئی۔ آپ جو مناسب خیال فرمائیں ، کریں۔

یہ تو بڑی اچھی بات ہےکہ "کولاژ" اور مالوف کے ترجمے پر وہاں بحث شروع ہوگئی ہے۔ (اگر قبلہ مشفق خواجہ صاحب خانہ بگوش کے نام سے "آج" کے اس شمارے پر کالم لکھیں تو پڑھوائیے گا۔ گو پچھلے خط والی نصیحت بھی یاد آرہی ہے۔ یعنی آپ سے کوئی سوال و فرمائش نہیں کرنی چاہیے۔) میرا جی چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر افسانے لکھتا رہوں۔ لیکن میری زندگی آدھی محکوم اور مجبور ہے۔ اور پر مجھے ان لوگوں کی تحریریں پڑھوانے کا جنون بھی ہے جو مجھ سے اچھا لکھ رہے ہیں۔ مالوف کے اس جملے پر مجھے کافی محنت کرنی پڑی تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کو اور افضال کو پسند آیا۔ لیکن intimate والے جملے میں یہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ مالوف کا اور گھوش کے اُس اقتباس کا ترجمہ جسد"اک انداز محبت یہ بھی " کا عنوان دیا ہے۔ دراصل میں نے آپ کی مناسبت سے کیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ موضوع آپ کی دل چسپی کا باعث ہوگا۔ سلیم الرحمٰن نے لکھا ہےکہ انہیں یہ والا باب پسند نہں آیا۔ چلیے چھٹی ہوئی۔ ویسے موصوف کی پر رائے مستذنہیں ہوتی۔

گھوش کے تعارف کے سلسلے میں آپ کے معروضات مناسب ہیں۔ آپ حسب خواہش تبدیلی کر لیجئے ۔ میرے پاس وقت بہت کم ہوتا ہے۔ (گو اس پر یقین کم ہی لوگوں کو آتا ہے)۔ اس لیے "تعارف" جیسی ضمنی تحریروں کے نوک پلک سنوارنے پر زیادہ توجہ نہیں دیتا۔ پھر آپ کے سلیقے اور Sensibility پر اعتماد اتنا زیادہ ہےکہ بعض اوقات اس خیال سے دانستہ آگے بڑھ جاتا ہوں کہ کر آپ خود نکال لیں گے۔ میری اس کوتاہی کی کچھ نہ کچھ ذمہ داری آپ پر بھی آتی ہے۔ آپ نے عادت بگاڑ دی ہے۔ ۔۔ الغرض ، آپ تیسری پیرا گراف سے تعارف شروع کریں، اگر چاہیں تو، آخری پیراگراف حذف کردیں۔ چوتھے پیرا گراف سے عبداللہ کا حوالہ نکال دیں لیکن میرا exguement برقرار رہنے دیں۔ کچھ تبدیلی کرنی ہوگی۔ "زبانی اقتصاد " کی جگہ "کفایت زباں" یا "کفایت لفظی" جو مناسب لگے، کرلیں۔ مجھے اقتباسات پر عنوان لگانے پر بھی اصرار نہیں۔ THE SHADOW LINESسے کام چل جائے تو ٹھیک، ورنہ ، جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے!

فضیل جعفری کے تبصرے میں میں بھی اُس جملے سے بے حد محفوظ ہوا تھا۔ اس قسم کا تاثر بہت سے ادیبوں نے دیا ہے۔ کاش میرے پاس وقت ہوتا تو اپنے قبیلے کے اس مذموم رجحان پر ایک افسانہ لکھتا۔ اس ناول نے تو اچھے اچھوں کی ٹٹی بند کردی ہے۔ کیوں کیا خیال ہے،اس موضوع پر افسانہ لکھا جائے تو اس کا عنوان "جس البول" کیا رہے گا؟ ولیے "ٹٹی بند" بھی رکھا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب جتنی ترقی کرے جا رہے ہیں، اتنا ہی امتیاز حذب و نا خوب سے بے نیاز ! میں نے انتظار سے ان کے انٹرویو کا ذکر کیا تھا۔ واقعی یہ ان کے ٹیلینٹ کا سخت نازیبا استعمال ہے۔ میں نے انہیں "ڈھاکا " کا سفر نامہ لکھنے کا مشورہ دیا ہے۔ کاش وہ اس مشورے کے عقب سے جھانکتی ہوئی میری بے زاری اور میرے غم کو سمجھ سکیں۔

حضرت ، آپ مجھ سے وہاں چھپنے والی قابل ذکر کتابوں کا ذکر نہ کیا کیجیے ۔ میرا دال پڑھنے کو مچلتا ہے اور میرے پاس انہیں وہاں سے منگوانے کا کوئی ذریعہ نہیں ۔ میں تو اس بات پر بھی تیار ہوں کہ کسی کو رقم دیدوں اور وہ مجھے بھیجدیا کرے۔ لیکن یہ اول آخر ، بیگارہی ہے۔ کون آمادہ ہوگا؟! ہوتا ہے!

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا! ضمیر صاحب اور مشورے بھی دیں گے۔ وہ میری اردو بھی وقتاً فوقتاً درست کرتے رہتے ہیں۔ میری اشاعت کہ میں نے " تاریک گلی" بھجوا دی۔ ایسا سخت حملہ کیا کہ مسلسل دہ ماہ سے میرا پیشاب خطا ہوتا چلا آرہا ہے۔ انہوں نے تو مجموعہ واپس کرنے کی دہمکی بھی دے ڈالی۔ الغرض ، آپ نے جو انہیں لکھا ہے، مناسب ہے، میری ہمت تو نہ ہوئی۔ بعض اوقات خواہ مخواہ کی شرم میں مارا جاتا ہوں (اس پر بھی کم لوگوں کو یقین آئے گا کہ میرے ساتھ سلام" کا استعمال بھی ہوسکتا ہے )۔ لیکن اگر آپ کو دوسرے کی حدود کا اندازہ ہو تو اس قسم کی نوک چھونک ۔ جس میں تعلقات خراب ہوجانے کا احمال ہو، عجیب بیہودہ لگتی ہے۔ وہ بزرگ ہیں! اور خود آپ بھی جواں سال کے باوجود میرے بزرگ بنتے جارہے ہیں۔

اگر افضال "فلو بیئر کا طوطا" (بلکہ توتا) پر ریشہ خطمی ہو رہے ہیں تو میری بھی ایک گذارش ہے: اگر وہ اس کے گیارہویں باب کا ترجمہ کریں تو کیا رہے گا؟ اس کا عنوان Louise Cold’s Version ہے۔ بہرحال اس معاملے میں جبر کا دخل نہیں۔ محض ایک گذارش ہے۔

بہت کم لوگ فرانسیسی ناول نگار۔ Julien Gracegکے نام سے واقف ہیں۔ اس نے کل 4 ناول لکھے تھے۔ آخری جو میں نے انگریزی ترجمے میں پڑھا تھا، عجیب و غریب چیز ہے۔ انگریزی عنون Balcony in the Forest ہے۔ کہیں سے مل جائے تو ضرور پڑھیے گا۔ شاید پسند آئے۔

"آج کے امریکی اور کنڈین خریداروں کی فہرست میں عزت حسین کا نام بھی شامل ہے۔ ان کا پرچا بھی آپ مجھے بھیجدیجئے گا۔ آج ہی ان کا خط آیا ہے کہ انہوں نے مکان بیچدیا ہے اور دو ماہ کےلیے Arizona جا رہے ہیں ۔ یعنی اگلے چند ماہ تک ان کا پتا غیر یقینی رہے گا۔ چوں کہ مجھ سے رابطہ رہے گا، میں پرچہ خود بھیجدوں گا۔

پتا نہیں" ان تاریخ ساز تحریروں" سے آپ کا اشارہ کن تحریروں کی طرف ہے جن کے آپ میری جانب سے منتظر ہیں۔ کچھ وضاحت سے لکھیے تو معلوم ہو۔

مخلص محمد عمران

3 مئی 90 ء

برادم اجمل کمال صاحب

میں دنوں سے آپ کے خط کا نتظر تھا۔ کل 25 اپریل والا ملا۔ 7 دنوں میں ۔ پاکستانی محکمہ ڈاک نیا رکارڈ قائم کرنے کی لگ ودہ میں ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ بڑے مذموم رکارڈ بھی قائم کرتا جا رہا ہے۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ کیوں نہ ابتدا منطقی انداز میں کی جائے؟ میںنے مارچ کے مہینے میں آپ کو کئی خط لکھے تھے۔ ان کی تفصیل یہ ہے: 5 مارچ ، 7 مارچ ، 8 مارچ ، 12 مارچ ، 15 مارچ، 19 مارچ ، 20 مارچ اور (جاپان سے) 28مارچ ۔ یعنی کل 8 عدد ۔ 19 والے میں گھوش کے تراجم تھے اور 20 والے میں ان تراجم کا تعارف ۔ پہلے تو آپ یہ معلوم کیجئے کہ یہ سب طے یا نہیں ۔ دوسرے یہ کہ مجھے کل والے خط سے پہلے آپ جانب سے ملاتھا وہ 23 مار چ کا لکھا ہوا تھا۔ یہ یہاں 5 اپریل کو پہنچاتھا۔ آپ کے موجودہ خط سے پتا لگا کہ آپ نے شاید کوئی اور خط بھی لکھا تھا جس میں گوش کے تراجم پر تعارف کے سلسلے میں کچھ معروضات تھیں۔ یہ مجھے نہیں ملا ۔ مجھے تو ابھی تک یہ بھی نہیں معلوم کہ تراجم آپ کو پسند آئے یا ہیں۔

بہرحال آپ مناسب خیال فرمائیں تو اپنی رائے اور تعارف کے سلسلے میں اپنے تائلات اور اس کے علاوہ اور جو کچھ اس خط میں لکھا ہو، دوبارہ لکھ بھیجیے اگر مہ وش خانم " والا لفافہ نیوز نہ ملا ہو تو بتائیے ۔میں ترجمہ پھر سے بھیج دوں گا۔ البتہ آپ کو اور زینت کو جو خط لکھے تھے، ان کے ضائع جانے کا افسوس رہے گا۔ میرے ان سارے خطوط میں کئی استفارات تھے۔ جو اب طلب باتیں تو 6 اپریل والے خط میں بھی کئی اور ۔۔آپ نے کسی کا جواب دیا، کسی کا نہیں۔ اب سوچتا ہوں سوال کرنا ہی چھوڑدوں، نہ انتظار کی ازیت ہوگی نہ جواب نہ ملنے کارنج۔

میں نے 26 اپریل کو ایک اور خط بھیجا تھا ۔ اس میں "آج" کےلیے یہاں سے خریدار بنانے کےسلسلے میں جو پیش رفت ہوئی ہے۔ اس کا خاکہ لکھ بھیجا تھا۔ ایک فہرست بھی ساتھ کردی تھی۔ جس میں خریداروں کے نام اور پتے اور جو رقم اب تک وصول ہوئی ہے اس کا اندراج تھا۔ اس کے بعد سے ڈاکٹر سلور، تمرت حسین، فاروق حسن اور خالد سہیل کی جانب سے رقمیں بھی وصول ہوگئی ہیں۔ خالد سہیل نے 2 سال کے لیے خریدار بننا پسند کیا ہے۔ آپ یہ نوٹ کرلیں۔ نہوز صرف بیدار بخت کی جانب سے رقم نہیں ملی ہے۔ اگر اس ماہ کے آخر تک میری طرف سے گرین لائٹ نے ملے تو جون میں انہیں پرچہ نہ بھیجیے گا۔ ایک بار پھر حساب یوں ہے: کما ل ابدالی ، خالد سہیل میمن ؟ 40 ڈالرفی کس: ممتاز احمد: 25 ڈالر ؛ فاروقی، فاروق حسن، ثمرت حسین ، نعیم ، فرانس پر بجٹ ، معظم صدیقی،تحسین صدیقی،اور برائن سلور: 20 ڈالر فی کس۔کل آمدن : 305 ڈالر ۔ اس رقم کو بھیجنے کے سلسلے میں نے گذشتہ خط میں آپ کی رائے معلوم کرنے کے لیے لکھا تھا۔

اگر آپ کو پسند ہو تو میں بڑے بھائی ذریعے وہاں کی کرنسی میں ڈرافٹ یا چیک اپ کو اپ کے والد صاحب کے پتے پر بھجوا سکتا ہوں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور صورت آ پ کے ذہن میں ہو تو لکھیے گا۔ قابل عمل ہوئی تو ضرور عمل کیا جائے گا۔ (اگر بتادلے کی شرح فی ڈالر 20 روپیہ ہو تو کل رقم 6100 روپے بننی ہے)

آپ کا حالیہ خط دوبارہ پڑھا تو معلوم ہوا کہ آپ کو گوش کے تراجم کے سلسلے میں اصل متن درکار ہے۔ یہ ناول ابھی تک ۔۔دستیاب نہیں؟ کمال ہے آصف ہندوستان گئے تھے اور ساتھ نہیں لائے۔ مجھے نعیم صاحب نے بتایا تھا کہ وہ بہت پہلے ہندوستان سے چھپ گیا تھا۔ بہرحال میں اگلے ہفتے تک متعلقہ حصے Xerox کر کے بھیجدوں گا۔

افتخار جالب اور مظفر علی سید صاحبان کو میرا سلام اور شکریہ ۔ اسد محمد خاں کے پاس وقت ہو تو ٹھیک ہے ورنہ خاص طور پر کہانی کے لیے تکلیف دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

میں نے پورے لاہور میں سوائے سہیل کے کسی اور کو کہانی نہیں بھیجی تھی۔ ادھر سلیم الرحمٰن کا خط بھی ملا۔ لکھتے ہیں تمھاری کہانی پہلے پڑھ چکا ہوں، اب دوبارہ پڑھ کر رائے دوں گا۔

آصف کا ایک اور خط بھی آیا۔ اس میں انہوں نے انتظار سے انگریزی میں جو انٹریو نما بات چیت کی تھی اس کا Xerox رحمت فرما یا تھا۔ میں پڑھا ۔ بے حد لغوچیز ہے۔ انتظار سے مائل اور ادیبوں کے بارے میں بات چیت کرنا ہمااور خط کا خواب دیکھنا ہے۔ وہ کوئی بات کھل کر اور وضاحت سے کرنے کے عاری نہیں۔ اور عمومی با ت چیت سے مسئلہ کے تاریک پہلوؤں پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔ میں نے آصف کو لکھدیا ہےکہ اس انٹریو سے کسی پڑھنے والے کا بھلا نہیں ہوگا۔ بہت ہوگیا ، اب آصف کو چاہیے انٹریو لینے کا کاروبار لپیٹ دے۔

ثناحسن کی کتاب میں وہ حصہ بڑا پرتفنن لگا جس میں نیویورک میں کسی کے یہودی بننے کا ذکر ہے۔ موصوف کو لکا جیسے کہ یہودی بنتے ہی ان کے عضوتناسل نے باقائدہ برق ہاشی اور خواث نی شروع کردی ہے۔ اس سے ایک فائدہ ضرور ہوگا۔ اندھیر ے میں فیلڈ مارشل کی ہیڈلائٹس خود آن ہوجائیں گی اور اطمینان سے سرنگ میں راستا بنالے گا۔ اندھیرے میں لینے میں اگر کوئی لطف آتا ہے تو وہ کوئی یہودی ہی جانے ۔ یا نو یہودی!

والسلام

مخلص

محمد عمران

26 اپریل 1990 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

6 اپریل والا خط لکھنے کے بعد میں نے چند دوستوں کو امریکا اور کینڈا فون کر کے "آج " کا خریدا ر بننے کی دعوت دی۔ بیشتر نے قبول کرلی، اور ان میں سے بیشتر نے چندہ بھی بھیجدیا ہے۔ چند ے کی رقم کے سلسلے میں آپ سے مشورہ کرنے کا وقت نہیں تھا۔ میں نے خود 20 ڈالر سالانہ مقرر کرلیا۔ یہ کہاں کے حساب سے درست ہے۔ اس میں 4 شماروں کی قیمت ، رجسٹری ہوائی ڈاک کا خرچ اور handling شامل ہیں۔ "چندے" کا لفظ خاصا شرمناک ہے۔ لیکن میں اسے subseription کے معنوں میں استعمال کر رہا ہوں۔ دوسرے یہ کہ اس کے سلسلے میں آپ سے مشورہ نہ کرنے کی کوتاہی کا مجھے پورا احساس ہے۔ اگر آپ اس شرح سے مطمئن نہیں تو بتائیے۔ کام آپ کے حساب سے کیا جائے ۔ مقصد صرف یہ تھا کہ ایک سلسلہ شروع ہوجائے ۔ پچھلے دنوں شمس الرحمٰن فاروقی کو ہم نے چھ لیکچر دینے کےٹے ہندوستان سے بلوایا تھا۔ میں نے ان سے بھی 20 ڈالر وصول لیےہیں۔ اب اگر پاکستان سے دہلی ہرچہ بھیجنے کا خرچ کم ہو تو آپ انہیں دوسال کےلیے خریدار بنالیں، ورنہ ایک سال ہی ان سے طے ہوا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پرچا رجسٹری ڈاک سے جائے ۔ کمال ابدال صاحب نے 40 ڈالر بھیجے ہیں ۔ وہ دوسال کے لیے خریدار بننا چاہتےہیں دوتین حضرات نے ابھی رقم نہیں بھیجی ہے۔ لیکن آپ انہیں بھی ہرچابھجوادیجیے ۔ جون کے آخر تک پرچا نکلے گا، اس وقت تک رقم آچکی ہوگی۔ نہیں آئی تو آپ کو مطلع کردوں گا۔ آپ نہ بھیجیے گا۔ اب تک مجھے 205 ڈالر مل چکے ہیں۔ ان میں میرا دوسال کا subscription بھی شامل ہے جو شمارہ (خزاں ، 89 ) سے شروع ہوتا ہے۔ الغرض میں تمام ضروری باتیں اور خریدار وں کے پتے الگ کاغذ پر لکھ رہا ہوں۔

یہ رقم آپ کو کیسے بھجوائی جائے؟ میرا خیال ہے کہ ان دنوں تبادلے کی شرع 20 روپیہ فی ڈالر ہے۔ (کمی پیشی ہو تو بتائیے گا)۔ میں بڑے بھائی کو لکھ سکتا ہوں کہ وہ چیک آپ کو بھیجدیں۔ لیکن یہ صرف آپ کا ہاں میں جواب آنے پر۔

میں نے کچھ رقم آپ کو فروری میں بھجوائی تھی۔ آپ کےکسی خط میں اس کا ذکر نہ پاکر میں نے 6 اپریل کو بھائی صاحب کو حیدرآباد فون کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرا خط ملنے کے اگلے دن ہی انہوں نے رجسٹری سے چیک بھیجدیا تھا لیکن ہفتے عشر میں Undelivered واپس آگیا۔ ڈاکیے نے بتایا کہ اس پتے پر اس نام کا کوئی شخص نہیں رہتا۔ اب بھائی صاحب کا خط آیا نہے ۔ اس میں بھی یہی لکھا ہے۔

میں نے انہیں آپ کا نیا پتا دیا تھا۔ ممکن ہے جب ڈاکیہ آیا ہو آپ دونوں میں سے کوئی گھر موجود نہ ہو۔ الغرض ، نئی رقم کے سلسلے میں آُ کے والد صاحب کا پتا استعمال کرنا شاید بہتر ہو۔

اردو در ڈیروسسر کے سلسلسے میں رسمی خط براہ راست مل گیا تھا او ر میں نے دفتر میں سفارش کے ساتھ آگے بڑھا دیا ہے۔ اب انتظار ہو رہا ہے۔ کس نے کہا کہ پہلے بیوراکرسی نہیں۔ اس میں نستعلیق والے پروگرام کا ذکر بھی تھا لیکن اس کی قیمت اتنی ہے کہ سوچا بھی نہیں گیا۔ نعیم صاحب نے براہ راست ان لوگوں کو نستعلیق والے کے لیے لکھا تھا۔ لیکن جب جواب میں 3600 ڈالر دیکھے تو ان پر بھی اوس پڑ گئی۔ بھائی اتنی قیمت کا تو کوئی پروگرام پہلے بھی نہیں بکتا۔ سارے پروگرام سوڈالر سے سات سو ڈالر کے اندر اندر ہی ہوتے ہیں۔ اور بعض تو سوسے ڈھائی کے اندر مل جاتے ہیں۔

دوتین دن پہلے سلیم الرحمٰن کا خط ملا۔ انہوں نےلکھا ہے کہ وہ "آج" کےلیے ایک افسانہ لکھ رہے ہیں اور ایک افسانے کا ترجمہ ۔ یہ بڑا نیک شگون ہے۔ انتظار حسین نےلکھا ہے کہ "آج" کا تازہ شمار ا ملا۔ اس میں تمھارا مشہور افسانہ شامل ہے۔ لیکن انہوں نے پڑھنے کی زحمت نہ کی ۔ یا اگر کی تو، بوجوہ، رائے دینےسے گریز کیا، which in quit in character سلیم نے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ انہں مالوف کا یہ والا باب بالکل پسند نہیں آیا۔ وہ سخت مخالف ہیں کہ کسی ناول کے محض ایک آدھ باب کا ترجمہ ہی کیا جائے۔

انتوں شمس نے اپنا مضمون بھجوا دیا ہے۔ دیکھیے کب ترجمہ کرنے کا وقت ملتا ہے۔ اس میں بار بار رشدی کا ذکر خیر آیا ہے۔ ان دنوں پ کی طرف اس کا نام ANATLTHEMA بنا ہوا ہے۔ ا س سلسلے میں آپ کا کیا موقت ہے؟ مجھے رشدی کا ایک افسانہ بھی ملا ہے جو "موئے مبارک" کی چوری سے متعلق ہے۔

میں نے 19 اور 20 مارچ کو امتیاد گھوش کے 3 تراجم اور تعارف بھجوائے تھے۔ پھر 28 مارچ کو "مدوش خام " (ترجمہ) بھی بھیجدیا تھا۔ امید ہے یہ تحریر آپ کو مل گئی ہوگی۔

اور امید ہے کہ آپ اور زینت بخیر و عافیت ہوں گے۔

واسلام

مخلص

محمد عمران

6 اپریل 1990 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

کل 23 مارچ کا نوشقہ موصول ہوا۔ "آج" کے متعلق سے آپ نے اپنے موقف کی کلی وضاحت کردی ہے۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ انشااللہ آئندہ اس حوالے سے آپ مجھے کوئی جاویحا بات کہتے ہوئے نہیں پائیں گے۔ آپ کی ایک بات سے خاص تکلیف پہنچی۔ آپ کی بیشتر باتیں درست ہیں لیکن یہ نہیں کہ میں نے آپ کے خط میں "حسن طلب" کی سن گن پالی تھی۔ میری پیش کش سے بہ ظاہر یہ امکان ضرور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں۔ میرے کچھ پیسے پاکستان میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا سر دلت مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ ان کا بہتر مصرف یہ ہوگا کہ انہیں "آج" پر لگادیا جائے۔اور یہ پیشکش بالکل غیر مشروط تھی۔ آپ پر احسان کرنے کا تو مجھے بھول کر بھی فیل نہیں آسکتا۔ اور نہ یہ گمان ہوسکتا ہے کہ اس حوالے سے آپ کے کسی خط میں "حسن طلب" والا مضمون بھی درآئے گا۔ بہرحال یہ باب بھی اب بند ہوجانا چاہیے۔ میں خود کبھی پیش کش نہیں کروں گا۔ البتہ آپ کو کبھی ضرورت محسوس ہوتو بلا تکلف اظہار کر دیجئے گا۔

قبل اس کے کہ بھول جاؤں: میں خود ان دنوں مسلسل یہ سوچتا رہا ہوں کہ یہاں چند دوستوں کو لکھوں کہ خریدار نہیں۔ میں تو جوہو سکا کروں گا۔ بشرطیکہ میری مسائی آ پ کو منظور رہوں، آپ بھی اگر مناسب سمجھیں تو پرچے میں امریکہ کی خریداری کے لیے میرا نام اور پتا دیدیں۔ دوسری بات: اگر میرا کوئی ترجمہ وغیرہ چھاپیں تو "تاریک گلی" کا اشتہار دیدیجیے گا۔ اس بہانے لوگوں کو کتاب کی اطلاع ہوجائے گی۔

میں یکم اپریل کو جاپانی سے لوٹا تراس کے اگا دن "آج" کا تازہ شمارہ ملا۔ مجھےٹا ئیٹل کا رنگ بہت پسند آیا۔ کاغذ غالباً اس بار مختلف قسم کا استعمال ہوا ہے۔ مجھے ایسالگا کہ پہلے شماروں کی طباعت بہتر تھی۔ اس وقت تک صرف اپنی چیزیں ہی پڑھ سکا ہوں۔ کیا اس ورڈ پروسسیر پ "-" (ڈیش) پرنٹ کرنے کی گنجائش نہیں؟ میں نےجہاں جہاں ڈیش استعال کیا تھا وہاں یا روں 3 نکتے (۔۔۔) لگا دیے ہیں جن کی مغوی حیثیت میرے حساب سے مختلف بنتی ہے ۔۔۔اوقاف میری تحریروں کا جزلاینفک ہوتی ہے۔ پھر یہ تین نکتے بھی صاف نہیں چھپے ہیں۔ میں یہ شکایتا نہیں لکھ رہا۔

صفہ سے پہلے الحاتاو گھوش کی تینوں چیزیں اور ان پر اپنا تعارف بھیجدیا تھا۔ اب تک مل چکے ہوں گے۔ مجھے اسی ناد کے سلے میں غور ترددعا ۔ ہندی میں بھی واد اور بے interchangeable ہوتا ہیں لیکن تلفظ نہیں ۔ لیکن اس بات نا گڑبڑا دیا کہ انگریزی میں ناول پر AMITAV لکھنے کی کیا تک تھی۔ الغرض آپ کسی بنگال الا حل سے اس سلسلے میں مشورہ لیجئے اور حسب ضرورت تبدیلی کر لیجئے۔ میں بھی پوچھ گچھ کرتا ہوں۔

جاپان سے "مہ وش خانم" زینت کو بھیجدیا تھا۔ آپ کے نام بھی خط تھا۔ یہ تحریر شاید "آج" کےلیے موزوں نہ ہو۔ گو مجھے اس کے وہاں شائع ہونے میں کوئی اعتراض نہیں۔ اگر آپ چھاپنا چاہیں تو بتائیے گا۔ میں تعارف لکھ دوں گا۔

بودار کے تراجم کوفی الحال اعتراد میں ڈالدیں۔ اسکی کی ئی وجوہ ہیں۔ اول تو تیسرا پارہ آدھے سے کچھ زیادہ ابھی ترجمہ کرنا باقی ہے۔ پھر ان دنوں میرے ذہن میں بودار کے نیلسن ایگرن سے معاشقے پر ایک طویل مضمون کا خاکہ بننا شروع ہوا ہے۔ ادھر اس کے سادتر کے نام خطوط بھی چھپ گئے ہیں جن سے اس کے قطعی بوزووا ہونے کے بارے میں میرے شک کو تقویت پہنچی ہے۔ مجھے بودار کے پہلے ایک بڑی ملاموم ریا کاری کا احساس ہوا ہے اور میں اس مضمون میں تحریک نوایت کی اس مدعی کے لئے لینا چاہتا ہوں ۔ چناچہ یہ کام خاصا وقت طلب ہے اور مجھے گرما تک مینہ اور کمٹ مینٹس سے سہی چھڑانا ہے۔

دوسرے یہ کہ میں نے فلسطینی عرب اذرائیلی ادیب انتوں شمس ANTON SHAMMA سے دن کا وہ مضمون حاصل کر لیا ہے جو انہوں نے 6 مارچ کو میڈیسن میں پڑھا تھا۔ میں نے انہیں اپنے گرمدعو کیا تھا اور خص طویل صحبت رہی۔ انہوں نے عبرانی میں ایک ناول لکھا تھا جس کا پچھلے سال انگریزی میں ترجمہ ARASESRUES کے نام سےپہلے سے چھپ کہ بے حد مقبول ہوا ہے۔ میں "آج" کےلیے پہلے اس مضمون کا ترجمہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس مضمون میں بار بار رشدہ کا ذکر آیا ہے اور اس سے مجھے تھوڑی سی تشویش ہوچلی ہے کہ کہیں آپ کا یہ اس کا چھاپنا مسئلہ نہ بن جائے میں نے شمس کی تصویر بھی اُتار ی ہے۔ اگر آپ چاہیں گے تو وہ بھی چھاپی جاسکتی ہے۔

پھر سولڑے نیتن کے Camerwood کے دو بابوں کی تراجم بھی ہیں جو نسبتاً کم وقت لیں گے۔ الغرض اگلے ایک سال کا یا تقریبا پرشل ہے کہ یہ کچھ نہ کچھ مواد تیار ہے یا آسانی سے تیار کیا جاسکتا ہے۔ بودار کا نمبر بھی آجائے گا۔

"کولاڑ" اور لاہوریوں کے حوالے سے آپ کی وضاحت سے مجھے تھوڑی سی کرید ہوچلی ہے۔ میر ا خیال تھا کہ سہیل نے "محراب" میں شاید اس لیے نہیں چھاپا تھا کہ رشدی والے حصے سے خوف زدہ ہوگے ہوں۔ انہوں نے کچھ کاٹ چھاٹ لیے بھی لکھا تھا۔ اب محسوس ہوتا ہے کہ شاید انہوں نے اپنے دوستوں کی دل آزاری کے خیال سے ، چھاپا ہو۔ یہ خاصی معیوب بات ہے کہ اشاع سے قبل اور مجھہ سے اجازت لیے بغیر انہوں نے ایک زمانے کو افسانہ پڑھوا دیا۔ الغرض سہیل صاحب سے اب میرا کچھ لینا دینا نہیں رہا۔ اگر انھوں نے یا کسی اور نے شائع نہ کرنے کی وجہ بتائی ہو اور آپ کو تامل نہ ہوتو لکھیے گا۔ پچھلے دنوں انتطار حسین کا خط آیا ۔ اس میں انہوں نے "آج" ملنے اور اس میں میرے "مشہور" افسانہ کو دیکھنے کا لکھا ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ افسانہ پڑھا یا نہیں۔

ارے یہ بتائیے کہ اسد محمد خاں نے میرا افسانہ پڑھا ؟ ان کو پسند آیا؟ اور مظفر علی سید صاحب کی کیا رائے ہے اس کے بارے میں مطلب نہ نکال لیں۔

پچھلے دنوں آصف کا خط بھی ملا۔ مجھے "حروف من وتو" ملی ہے اور نہ ان کا دسمبر والا خط ۔ میں نے انہیں اطلاع دیدی ہے ۔ اس بات کو اب رفت وگزشت کر دینے میں ہی خیریت ہے۔

"جاتی چیزیں" ایک لحاظ سے مکمل ہوگئی ہے او ر ایک لحاظ سے نہیں ۔ اس کی تکنیک بے حد پیچیدہ ہے اور اس میں راوی سردے سے غائب شد۔ جس سے چند مسئلے اکڑے ہوئے ہیں۔ اس کے دو مختصر سے حصے ہیں جو نہوز نہیں لکھے اور ذہن دوسری چیزیوں میں لگا ہوا ہے اس لیے ان کی طرف متوجہ ہونے کا وقت نہیں مل رہا۔ آپ ذہنی طور پر ۔۔۔یا پھر اسکی ۔ مبدرائے آپ میں اس کے پندرہ بیس صفحے رکھ لیں۔ مکمل ہوگئی اور آپ کو پسند آئی تو چھاپ دیجیے گا۔ ورنہ کوئی مضائقہ نہں۔

ادھر ایک اور افسانے کے تارویوہا انہیں میں بننے شروع ہوئے ہیں۔ اس کا عنوان پہلے تشریف لایا۔ دراصل مجھے بیٹھے بٹھائے ایک آزاد نظم لکھنے کی تحریک ہوئی۔ لکھ ڈالی ۔ یوں ہی سی ہے۔ پھر ایک اور نظم کا عنوان ذہن میں آیا: "سب اچھی چیزیں کیوں ٹوٹ جاتی ہیں۔ " نظم تو خیر نہیں لکھی گئی۔ دودن بعد اندازہ ہوا دماغ میں کچھ آٹھائچ ہو رہی ہے اور ساقوی نظم کا عنوان گردش کر رہا ہے۔ کچھ زور د کر سوچا تو معلوم ہو اکہ ایک افسانہ اس عنوان سے تولد ہونے کی جستجو میں ہے۔ بحرحال یہ جو کچھ بھی ہے۔ نہایت ابتدائی مشکل میں ہے۔

جاپان کا سفر کسی خاص توقع ک ساتھ نہیں کیا گیاتھا۔ اس لیے خوش گوار گزارا۔ جانے سے پہلے سخت بیمار پڑگیا تھا۔ ڈاکٹر کو شک تھا کے کہیں نمونیہ نہ ہوگیا ہو۔ الغرض جہاز پر بڑی بری کیفیت رہی ۔ ۔۔پہنچ کر دوتین دن مکمل آرام کرنا پڑا۔ اب ٹھیک ہون۔ طبیعت کسی دن اچھی رہی ہے ، کسی دن نہیں۔

امید ہے ورڈ پروسسیر کے بارے میں آپ اب تک مجھے کچھ لکھ لیے ہوں گے۔ اس مدت میں میرکے لئے اور خط ملے ہوں ۔

اوالسلام

مخلص

محمد عمران

خط لکھنے کے بعد دوتین باتیں اور یاد آئیں:

1. عسکری صاحب کے افسانے محمد سہیل عمر نے مرتب کر کے نفیس اکیڈمی (کراچی) سے بعنوان"عسکری کے افسانے" چھپوائے ہیں ، مجھے ایک جلد دو ۔۔رہے ۔ بجھوا سکیں گے۔
2. یورپ اور امریکا میں "آج" کے خریدار حاصل کرنے کے حوالے سے:

(الف) اردو مرکز (لندن) کو ضرور خط لکھیے ، یے آصف سے مل جائے گا۔

(ب) ساقی فاروی

(ج) پچھلے چند سال سے کسی سراج نام کے صاحب کے جرمن سے تراجم نظر آتے رہے ہیں۔ شاید جرمنی میں رہتے ہیں۔ ان کا پتا آصف کے ذریعے انجمن کے رکارڈ سے مل سکتا ہے۔ "قومی زبان" میں ان کی چیزیں چھپی ہیں۔

یہ کہ "قوی زبان" میں کسی نصیر احمد زہری کا "چیکو سلواکہ میں اردو کی تردیع" چھپا ہے۔ ان کو خریدار بننے اور دوسروں کو خریدار بنانے کےلیے لکھا جا سکتا ہے۔

(ح) اوسلھ (فاوے) میں بھی کوئی ردو سرکل ہے جسے چند ہندوستانی مہاجرین چلا رہے ہیں۔ اس کا ذکر اکثر رسائل میں اتارہا ہے۔ (آصف سے یا انجمن سے پتا مل جائے گا)

(د) ڈھاکہ غلام محمد کو لکھیں کہ خود کریدار نہیں اور دوسروں کو بھی بنوائیں۔

چند ے میں ہوائی رجسٹری ڈاک کا خرچ بھی شامل کریں۔ میں یہاں جن کا۔

20 مارچ 1990 ء

برادرم اجمل کمال صاحب

کل آپ کو امیتاوگھوش کے ناول سے تین اقتباسات کا ترمہ بھیجدیا تھا۔ اس پر دوران سفر جاپان تعارف لکھنے کا ارادہ تھا۔ کل شام کچھ وقت مل گیا۔ اور طبیعت بھی موزوں تھی۔ چناچہ یہ کام بھی پٹادیا۔ تعارف ملفوف ہے۔ امید ہے زیادہ مایوس نہیں کرےگا۔ آپ ان سارے پچھلے خطوط کی رسید جلد بھجوا دیجئے گا۔ خاص طور پر تراجم اور تعارف کی ، ورنہ مسلسل تشویش رہے گی۔

یہ تعارف میں نے اس پرا سعید پر تیار کیا ہے جو جنوری میں خریدار تھا۔ اتفاق سے اس کے نسبتاً بہر اردو فونٹس ، جو ایک صاحب نے تیار کیے تھے ، مل گئے۔ یہ دراصل لیزر کے فونٹس ہیں اور اسی پر دیدہ زیب بھی لگے ہیں۔

پچھلے خط میں فضل جعفری کے "آوارگی" ہر بلٹز " میں تبصرے کی نقل بھیجنے کا ذکر تو کیا لیکن لفافہ بند کر تے وقت رکھنا بھول گیا۔ خیر اب سہی۔ اس میں آپ کا ذکر خیر بھی ہے۔

اور ان دنون وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے؟ آپ مجھ سے ڈاکٹر صاحب، کا ذکر کروالیتے ہیں۔ خود ان کے بارے میں، یا ان کی حرکتوں کے بارے میں ، کچھ لکھنے سے اقرار کرتے ہیں۔ شاید آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں۔

بھئی حسن منظر "آج" میں کیوں نظر نہیں آتے؟ کیا انہوں نے ادھر کوئی نئی کہانی نہیں لکھی؟ وہ تو خاصے زور نویس واقع ہوئے ہیں، کم از کم میرے مقابلے میں۔

امید ہے آپ اور زینت رنگ چمن بخیر و خوبی ہوں گے۔

والسلام

مخلص

محمد عمران

11 جون 90 ء

اجمل کمال صاحب

آپ میری زور نویسی سے بری طرح اکتا چکے ہوں گے۔ لیکن مجھ سے دوستی کی ہے تو یہ عذاب بھوگنا ہی ہوگا۔ تو اس دغدغے کی تقریب ؟ بتاتا ہوں: پچھلے بیس پچیس دن، جب سے، جاتی چیزیں، آپ کو بھیجا ہے، جس اذیت ، جھنجھلا ہٹ اور شرمندگی کی عالم میں گزر رہے ہیں، اس کا اندازہ آپ شاید ہی کر سکیں۔ بعض اوقات آفت بالکل سامنے آرہی ہو، پھر بھی آدمی ٹھیک اس کے منہ پر چلاجاتا ہے۔ آپ کو یہ لفافہ بھیجنا ایسا ہی سانحہ تھا۔ ممکن ہے اس میں خود اذیتی کا عمل رہا ہو۔ الغرض مجھے بے حد ندامت محسوس ہورہی ہے۔ اس افسانے پر زمزید کام کی ضرورت تھی۔ اور میں اس کا سال بھر سے مسلسل اشتہار دے کر خود اپنے کڑے کے ہوے دام میں آگیا۔ جب اس کا شروع کا حصہ لکھا تو میری ذہن میں اردو ادب اور اردو پبلشنگ سے متعلق بعض بڑے منفی رد عمل تھے۔ ان کا افسانے کے موضوع سے بڑا Tentative سا تعلق تھا۔ اس کا مجھے اندازہ اس وقت بھی تھا، لیکن اپنے پر یہ اعتماد بھی تھا کہ نبھا جاؤں گا۔ لیکن افسانہ آپ کو بھیجتے ہی مجھے اس اعتماد کی بنیاد لرزتی محسوس ہوئی۔ کئی دفعہ پڑھا تو معلوم ہوا کہ اتنی شدید اور اسٹیٹ مینٹ اور اور کل کا شکار ہوگیا ہوں کہ اس کی توقع تو میرے وہ احباب بھی نہں، رکھتے ہوں گے جن کا میرے تحریر کے بارے اوپر خاصا جانبدارانہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اور زیادہ اہم یہ کہ اس ایک ایسی نازک تحریر کا ستیانا اس ہوگیا ہے جو صرف ابہام کے کہر گزیرہ روشن اندھیرے ہی میں پنپ سکتی ہے۔

چناچہ میں نے بڑی بے رحمی کے ساتھ اس کے کئ حصے حذف کر دیے ہیں۔ جراحی : زیادہ تر پہلے والے حصے میں ہی کی ہے۔ نیا ورژن بھیج رہا ہوں۔ آپ بھی اتنی ہی بے رحمی سے پڑھیے اور رائے دیجیے ۔ میرا خیال ہےکہ اس میں خود نمائی اور خود پسندی کا رنگ ۔ جومیری نیت پہلے بھی نہیں تھا۔ لیکن جو بہرحال کسی نہ کسی طرح پیدا ہوگیا تھا۔ اب خدرے گوارا محسوس ہوگا۔ یہ قلم وبرم تائب ہونے کا نتیجہ نہیں، بلکہ اس توازن کی وبین منت ہے جس کے بغیر اس افسانے کے نفس موضوع کے ساتھ انصاف نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ورژن بھی شاید قطعی نہیں۔ صفحے 5 اور 6 کے طویل پیرا گراف کو شاید ابھی کچھ اور چست کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض حصوں کی طوالت سے ممنوعی آہنگ کافی متاثر معلوم ہوتا ہے۔ میں اس پ رکچھ اور غور و غوض کروں گا۔ اسی طرح صفحہ 1 اور 2 پر ایلوئیز کو لے کے ذکر کو کچھ اور بیساختہ فطری ، اور قابل یقین بنانا ہوگا۔ مجھے اس میں آدرد کا شائبہ سا محسوس ہوتا ہے۔

مجھے اس افسانے کے بارے میں ایک بات آپ سے خاص طور پر پوچھنی ہے۔ لیکن اس سے پہلے ایک وضاحت ناگزیر سمجھتا ہوں۔ اس افسانے میں میں محبت کے اس پہلو سے بزو آزما ہونا چاہتا تھا جس کا نام ، خواہش، ہے۔ خواہش بھی ایک عورت کی جو کسی کو ٹوٹ کر چاہتی ہو، لیکن اس کے اظہار میں باوقار ہونا پسند کرتی ہو۔ یہی وقار اسے لذت درد کو اتخاب کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ یہ افسانہ محر (نئے ورژن میں واحق) کا تو خیرے ہے ہی لیکن یہ محمد / وامق انا زدہ نہیں۔ یہ ایسا کردار نہیں ہے جو Varity کا شکار ہو اور عورت سے غور کو ہر طرح چٹو کرا س میں اپنی بڑائی محسوس کرے یا خود ترقی کا شکار بھی ہو۔ قطع و برید کی بڑی وجہ ان مصائب کے در آنے کا امکان تھا۔ میں نے اس لیے میر کا شعر بھی حذف کر دیا کہ اس سے قاری خود ترمی اور خود جوئی کا کوئی پہلو تلاش کر لیتا تو میں اسے نادرست کہنے میں سو فیصد حق بجانب نہ ہوتا، حالاں کہ اس شعر کو حذف کرنے میں مجھے خاصی اذیت اُٹھانی پڑی۔ اب آپ موجودہ ورژن کو پڑھیے اور بتائیے کہ یہ مصائب آپ کو نظر آتے ہیں؟ میں یہ نہیں چاہتا کہ محمد / وامق خود اپنا ہی سوگ منائے۔ بلکہ ہم سب مل کر بعض بے حد غوب صورت لیکن فنا ہوتی ہوئی چیزوں پر اداس ہوں۔ اسی وجہ سے میں نے اس کردار کو پس پشت ہی رکھا ہے۔ یعنی خود اس کی گفتگو کم سے کم اور بغیر کسی راوی کا احسان اٹھائے ہوے رکی ہے۔

بہرحال ، حالیہ آزمایش سے ایک بات ضرور صاف ہوگئی ہے۔ یہی کہ فلوبیرا اپنی تحریر کی اشاعت کے خلا ف کیوں اتنے تششدد کا اظہار کرناتھا۔ رسالے او ر پبلشر کو تو جانے دیجئے اگر لکھتے وقت قاری کی موجودگی کا بھی احساس ہوتو فن مشروط اور compromiseہو جا تا ہے۔ دوسری شرے یہ کہ آدمی کو لکھنے سےپہلے لکھنے کا اشتہار نہیں دینا چاہیے۔ یہ خود ایک طرح کی شرط قائم کر دیتا ہے، ایسے ملحوظا ت جن کا تحریر سے کوئی نامیاتی، جوہری یا براہ راست تعلق نہیں ہوتا۔

لیکن ندامتوں کا رمل گراں اپنی جگہ (اور تل گراں بھی کیا) ، مجھے ایک بات کا تھوڑا سا اطمینان بھی ہوا۔ مجھے اپنی ناقص اردو کا ہمیشہ سے احساس رہا ہے۔ جب آصف والے انٹرویو پر شب خون، میں پڑھنے والوں کے خطوط چھپے تو بعضوں نے خاص طور پر میری اردو کو تختہ مشق بنایا ۔ وہ احساس اور شدت پکڑ گیا، حالاں کہ انٹرویو کے وقت زبان کی لکنت اور اس کا منحرف قطیت ہونا، یا صرف ونحو کے قواعد سے عبارت کا کسی حد تک آزاد ہونا قابل معافی ہووتا ہے۔ الغرض میں اس دن سے زبان کے استعمال میں کافی محتاط ہوگیا ہوں۔ اظہار اور زبان کے حوالے سے میں موجودہ تحریر میں تیس پینتیس فیصد کامیاب ہوتا ہوا لگتا ہوں۔ مجھ جیسے 'بدزبان' کےلیے یہ کسی طرح قابل انماض نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

"ایما بوداری کی آنکھیں" چند دن پہلے بھیجد یا تھا۔ انتو مہاں شمس کی جانب سے وضاحت آجائے تو مددہ قطعی کر کے بھیجنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ سولثرے نسں کے دو ابواب میں سے ایک چست کر لیا ہے ، دوسرے پر کام کر رہا ہوں۔ نہتے عسرکے میں یہ دونوں بھیجدوں گا۔ اگر یہ آپ کو پسند آئیں تو، "آج" کے واسطے سال ڈیڑہ سال کا انتظار ہوجائے گا ۔ اس کے بعد آپ سے طویل رخصت چاہوں گا۔ اور اس کے بعد بودار کے Ma Mandurinsکے تین طویل ابواب کے تراجم کے نوک پلک سنوارنے کی باری آئی گی۔

والسلام

آپ کا

محمد عمران